

ترجمان اسلام

نگران اعلیٰ مفتی محمود

21
30

جہاد آزادی میں ستاون ہزار جید علماء کو شہید کیا گیا

لاہور کے استقبالیہ سے مولانا محمد اسعد مدنی کا خطاب

جنرل ضیاء الحق کے نام مولانا مفتی محمود کے خط کا مکمل متن

نکاح یا متعہ؟

ضرورت ہے ایک مدد و رہنمائی

۲۱۲
۲۵

اس کے علاوہ

حالات و واقعات حضرت قاری طیب صاحب کی تقریر۔ باغ جناح میں خطبہ استقبالیہ
شہر شہر سے، طلباء کی سرگرمیاں، اور ایڈیٹر کے نام خطوط

۲۸ جولائی ۱۹۸۸ء شعبان ۱۴۰۸ھ

قیمت: ایک روپیہ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْتِ النَّبِيِّ

آغاز برفی لاہور

ہماری فکر و نظر کے ہیں دائرے محدود عریم دل میں ہیں، ورنہ وہ حاضر و موجود
 بھٹکے ہاتھ اندھیروں میں آدمی کب سے ترے کرم سے ملی راہ منزل مقصود
 ترے نظام سے فکر و خیال کی ترتیب ترے جمال سے آرائش جہاں موجود
 تھائے نقش قدم سے قدم جہاں بہکا چہار سمت سے مجھ پر تھے راستے مسدود
 وہ آئینہ کہ ہے آئینہ گردا جس پر وہ عبد ہے کرے توصیف جسکی خود معبود
 وہ جس پہ دین مکمل ہوا رسالت بھی وہی ہے باعث تکمیل عالم موجود

کوئی تمام محسنی اللہ علیہ السلام کو پہنچے کیا آغاز

خدا گواہ حسن کی طرح ہے لامحدود

اندرونی اور بیرونی خطرات

اپنے ایک اخباری بیان میں پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ نوابزادہ نصر اللہ خان نے محب وطن اور اسلام دوست جماعتوں سے اپیل کی ہے کہ وہ خارجی خطرات سے نکلنے اور داخلی استحکام کے لئے تیار ہو جائیں۔ انہوں نے کہا کہ جو عناصر قومی اتحاد کو کمزور کرنے پر تھے ہوئے ہیں انہیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ پاکستان قومی اتحاد میں انتشار ایک تنظیم کا انتشار نہیں بلکہ اس سے پاکستان کا مستقبل بھی متاثر ہو سکتا ہے۔ نوابزادہ صاحب نے اس بات پر زور دیا کہ جس طرح محب وطن اور اسلام کی حامی جماعتوں نے سابقہ حکومت کے انتخابی چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو قومی اتحاد کے پیٹ فارم پر جمع کر لیا تھا اسی طرح اب بھی ان جماعتوں کو بیرونی اور اندرونی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے خود کو متحد کر لینا چاہیے۔

پاکستان قومی اتحاد کے نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خان نے محب وطن اور اسلام دوست جماعتوں کے نام اپنی دروندانہ اپیل میں جو کچھ فرمایا ہے اسے بروقت پیکار سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اور اس پیکار کا تقاضہ یہ ہے کہ جماعتی اور ذاتی مفادات کو خیر باد کہہ کر متحدہ دل و دماغ سے سوچا جائے اور غور و فکر کے بعد ایسا فیصلہ کیا جائے جس سے عوام میں پھیلی ہوئی مایوسی اور بے چینی کا سدباب ہو سکے۔

اس وقت ہر باشعور شخص اس حقیقت سے باخبر ہے کہ ہمارا پیارا وطن ان دنوں گونا گوں اندرونی خطرات و مسائل میں گھرا ہوا ہے اور ان مسائل و خطرات کی وجہ سے آئے دن ایسے نا شدنی مسائل پیدا ہوتے جاتے ہیں جن کی وجہ سے چند خاندانوں اور افراد کی حالت یہ ہے کہ ملاوہ ہر پاکستانی مضطرب ہے، چین اور بے قرار نظر آ رہا ہے۔ حالت یہ ہے کہ سو سو تدبیریں کرنے کے باوجود کبھی کو کچھ سمجھائی نہیں دے رہا کہ راست سمت کس طرف ہے اور اسے اپنی منزل کی طرف کب چلنا نصیب ہوگا۔ ہر شخص اپنے مستقبل کو تاریک محسوس کر رہا ہے۔

ارباب حکومت اپنی سی کر رہے ہیں مگر فی الحال بات بنتی نظر نہیں آ رہی اور عوام کا اہتمام بھی اب وہ پہلا سا حکومت پر نہیں رہا جو شروعات میں نفاذ آتا تھا۔ حکومت بار بار اسلام اسلام اور نظریہ پاکستان کا نام لیتی ہے مگر محض نام لینے سے ہی اگر بات بنتی تو سابقہ حکومت کے دور میں جس قدر عوام عوام پکارا گیا ہے اس سے لوگ بے خبر نہیں لیکن کیا عوام عوام کی رٹ لگانے سے عوام کی مشکلات اور دشواریوں میں کوئی کمی واقع ہوئی۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ اس کے برعکس عوام کی پریشانیوں میں روز افزوں اضافہ ہی ہوتا رہا۔

موجودہ عبوری حکومت کے نیک دل سربراہ کو چاہئے تھا کہ وہ پوری جرات اور ذمہ داری سے کام لیتے ہوئے نظریہ پاکستان اور اسلامی نظام کا عملی نمونہ پیش کرتے اور عوام کو افضل مطمئن کرنے کی کوشش کرتے مگر افسوس کہ اب تک ایسا نہیں ہو سکا۔ ان تمام مسائل و خطرات سے نکلنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ نوابزادہ صاحب کی اپیل پر کان دھرا جائے اور محب وطن اور اسلام قوتوں کو مجتمع کر کے ملک کی گاڑی کو جمہوریت اور اسلام کی پڑی پر



۳۰

جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر

۲۸ جولائی ۱۹۷۸ء ۲۱ شنبان ۱۳۹۸

جمعیۃ المبارک

سرپرست
مولانا عبدالشیر انور
مدیر
اکرام لغت داری
دیر مسعود
عمیر الباشی
بکات اشتراک

سالانہ
۲۵ — روپے
ششماہی
۲۳ — روپے
سہ ماہی — ۱۱/۵۰ روپے
فی پرچہ

ایک روپیہ
مکتبہ کے خطوط
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان

نواب صاحب نے بجا فرمایا ہے کہ پاکستان
قومی اتحاد کا انتشار ایک تنظیم کا انتشار نہیں
بلکہ اس سے ملک کا مستقبل بھی متاثر ہو
سکتا ہے۔

اب ہمیں ایک دوسرے پر کچڑ اچھالنے
کی بجائے ملک کے مستقبل کی فکر کرنے کی
عزورت ہے، اور وہ اسی وقت ہو سکتا ہے
کہ جذباتی نعروں اور اپنی ذات کے خول سے
نکل کر ملک اور قومی مفاد کے لئے متحد ہو کر کام کریں۔
سابقہ تجربات بھی ہمارے لیڈروں اور عوام
کے سامنے ہیں جب بھی قوم متحد ہوئی اس
اپنی منزل کو قریب کر لیا لیکن پھر بھی منزل کے آثار نظر
آنے لگے ذاتی مفادات کے جھگڑا چلنے لگے۔

تحریم ختم نہوت میں قوم متحد ہوئی تو سابقہ
حکومت کی خواہش کے برعکس قادیانیت کا نوسہ
سالہ برائیاں مسئلہ حل ہو گیا اور پوری قوم نے لطیفان
کا سائنس لیدر اب تحریم نظام معطلے نام میں قوم
متحد ہوئی تو ایک ایسے آمر کو کرسی اقتدار سے
منہ کے بل گرتا پڑا جس نے پوری قوم کے مستقبل
کو داؤ پر لگا کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اقتدار پر رہنے
کے سہانے خواب دیکھنا شروع کر دیے تھے۔

لیکن یہ ہماری کس قدر بد نصیبی ہے
کہ جب ایک آمر مطلق پاداش عمل کا شکار
ہوا اور خدا کی پکڑ میں آیا تو ہم خود دست و گریباں
ہو گئے اور ہم نے اسی بہادر قوم کو مایوس و
حراموں کی گمری دلدل میں ڈال دیا جس نے قومی
رہنماؤں کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے خون
کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔

قلمانی مافات کی اب یہی ایک صورت
ہے کہ پاکستان قومی اتحاد کے پیٹ فارم
کو مضبوط سے مضبوط تر کیا جائے اور تباہ و برباد
کے خیال کو کبیر ترک کر دیا جائے اور ڈیڑھ
اینٹ کی مسجد تعمیر کرنے سے اپنے آپ
کو تباہ رکھا جائے۔

۲۸/۱۱/۷۸
سید الفی

بلوچستان کی قدیمی مرکزی دینی درس گاہ

بلوچستان
پاکستان

چند امتیازی خصوصیات

- مدرسہ ۱۹۳۷ء سے علوم اسلامیہ کی ترویج و اشاعت میں مصروف ہے۔
- مدرسہ میں درجہ حفظ قرآنہ درس نظامی اور دورہ حدیث کا مکمل انتظام ہے۔
- مدرسہ میں تعلیم قومی زبان اردو میں دی جاتی ہے۔
- مدرسہ میں ڈھائی سو طلباء اور ائمہ قابل اساتذہ کرام ہیں۔
- مدرسہ کا سالانہ سواد لاکھ روپے نقد اور پانچ سو من اناج کا خرچہ ہے۔
- مدرسہ وفاق المدارس سے ملتی ہے اور اس کی تنظیم و تعلیم سے منظور شدہ ہے

مخیر حضرات سے

زکوٰۃ، صدقات اور عطیات

کے ذریعے امداد کی اپیل ہے۔

(مولانا) عبدالواحد منتم مدرسہ عربیہ مطلع العلوم (جسٹریٹ) بڑی وڈ کوئٹہ بلوچستان

فون ۳۴۵۷۳

ملک سے فرقہ وارانہ تعصب۔ علاقائی منافرت

مفاد پرست سیاست کا قلع قمع کرنے کے لئے

اکابرین جمعیۃ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ

منفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد

سے دامے درمے سخت قدمے تعاون کیجئے۔

ہم حضرت مفتی محمد کو قوم کے ہر کڑے وقت میں

صحیح رہنمائی پر غراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام خضد اشہر

سید

سید



بااختیار قومی حکومت کا قیام ممکن نہ ہو تو تجویز کو ختم تصور کیا جائے

اس کے مقاصد میں انتخابات کے بلا تاخیر منعقد کرنا بطور عمل شامل ہونا چاہیے اتحاد بے مقصد بے اختیار حکومت میں کٹ نہیں کیگا۔
پروفیسر غفور نے جنرل ضیاء کے نام ہفتی ہر جمعہ کے خط کا متن جاری کر دیا۔

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹو جنرل محمد ضیاء الحق کے نام صدر پاکستان قومی اتحاد مولانا مفتی محمود کا وہ خط جو قومی حکومت میں شمولیت کے سلسلے میں ارسال کیا گیا تھا اور جس کی مبنیاً دسپو مولانا مفتی محمود اور جنرل ضیاء الحق کے درمیان مذاکرات ہونا ہیں۔ (ادارہ)

کراچی ۲۰ جولائی (اشاف رپورٹر)
پاکستان قومی اتحاد کے سیکریٹری جنرل پروفیسر غفور نے اس خط کا متن جاری کر دیا ہے جو اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے ۲۵ مئی ۱۹۶۸ء کو مجوزہ قومی حکومت کے ضمن میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹو جنرل محمد ضیاء الحق کو لکھا تھا۔
خط کا متن درج ذیل ہے۔

نقل مراسلہ مولانا مفتی محمود
صدر پاکستان قومی اتحاد
بنام جنرل محمد ضیاء الحق

چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر
۲۵ مئی ۱۹۶۸ء
شخصی/بعید راز
جنرل محمد ضیاء الحق
چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر
لارڈ اینڈری

میری! اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ اب اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں
کہ سال گذشتہ پاکستان قومی اتحاد نے جو ملک گیر
تحریک چلائی تھی جس میں اسے پورے ملک کا
تعاون حاصل تھا اور جس میں عوام نے بے مثال
 قربانیاں پیش کیں اس کا مقصد معقودہ اور غیر
جانب دارانہ انتخاب کے ذریعے ایک ایسی حکومت

کا قیام عمل میں لانا تھا جو ملک سے ظلم اور نا انصافی
کا خاتمہ کرے عزت و جہالت اور جاری سے نہایت
دلالت اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا
قیام عمل میں لائے تاکہ عدل، انصاف اور خوشحالی
کا دور دورہ ہو اور آزادی کی نعمت سے کوئی شہری
محروم نہ رہے۔ لیکن ملک گیر مطالبے کے باوجود
سابق وزیراعظم ایک سیاسی سمجھوتہ کے امکان کو
سبوتاژ کر کے پورے ملک میں خاخاش کی آگ
بھڑکانے کی سازش میں مصروف تھے۔ ان حالات
میں افواج پاکستان نے ۵ جولائی ۱۹۶۷ء کو
ملک کا نظم و نسق سنبھالا اور واضح طور پر اعلان
کیا کہ ان کے اس اقدام کا مقصد ملک میں امن و
اتحاد قائم کرنا اور انتخابات کرانا ہے۔ عوام نے
اس اقدام کو تحسین کی نظر سے دیکھا اور اتحاد نے
بھی ملک کے وسیع تر مفاد میں ان مقاصد کے
حصول کے لئے افواج کو اپنے ہر ممکن تعاون
کا یقین دلایا۔

مارشل لاء کے نفاذ کو دس ماہ سے
زائد عرصہ ہو چکا ہے۔ یہیں ان مشکلات کا
بخوبی احساس ہے جن میں آج پوری قوم گھری
ہوئی ہے، ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ سابقہ دور
کی غلط پالیسیاں اب اپنا رنگ دکھا رہی ہیں۔ ہم

اس امر سے بھی واقف ہیں کہ کوئی حکومت بھی
ایک قلیل عرصہ میں ان پیچیدہ مسائل کو حل
کرنے کا دعویٰ نہیں کر سکتی لیکن ان تمام باتوں
کے باوجود ہم یہ کہنے بغیر بھی نہیں رہ سکتے کہ
ملک و ملت کو حکومت سے جو کم از کم توقعات
تھیں وہ بھی پوری ہوتی نظر نہیں آتیں سیاسی
مرکز میں پر پابندی کو ملحوظ رکھتے ہوئے جو
کچھ ہمارا رابطہ عوام سے باقی ہے اس کی روشنی
میں ہم یہ بات آپ کے علم میں لانا اپنا فرض
سمجھتے ہیں کہ ایک عام شہری کی شکایت میں کی
ہونے کے بجائے ان میں مسلسل اضافہ ہوتا جا
رہا ہے۔ رشوت کی لغت فروغ رہی ہے۔
امن و امان کی صورت حال قابل اطمینان نہیں فرد کی
اشار صرف کی قیمتوں میں اضافہ اور ان کی ناپائی
معمول بنتی جا رہی ہے جس نے عوام کی زندگی
اجیر بن کر رکھی ہے گزشتہ اور چور بازو کا سد
نہیں کیا جاسکا۔ جگہ جگہ مقامی انتظامیہ کے
جانب سے کئے جانے والے ایسے اقدامات
کی جن میں ملوث ہیں جن سے صاف طور پر محسوس
ہوتا ہے کہ کچھ عناصر جان بوجھ کر عوام میں
بے چینی پیدا کر رہے ہیں۔ اگر کہیں کوئی مسئلہ
پیدا ہوتا ہے تو اسے فوٹو طور پر حل کرنے

کے بجائے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مخصوص گزردہ اسے
الجبجا کرے اطمینانی پیدا کرنے کے لئے استعمال
کرنے پر تیار ہوا ہے۔ ہمارے اور آپ کے درمیان
بے شدہ اور پر عمل کرنے میں انتظامیہ تاخیری حربے
استعمال کرتی ہے۔ اس کی ایک واضح مثال اتحاد کے
کارکنوں پر قائم شدہ مقدمات کی دایسی اور بائیں
کا مسئلہ ہے۔ آپ کے ۴ مارچ کے واضح احکام
کے باوجود آج تک نہ اتحاد کے کارکنوں پر قائم شدہ
مقدمات دایس نے کئے ہیں اور نہ ہی اسیروں
کی رہائی میں آئی ہے۔ اس طرح آپ کی اعلان شدہ
پالیسی کے باوجود کبھی بستیوں کے مبینوں کو جیل
نہ کیا جائے گا اور یہ کہ لوگوں کو روزگار سے محروم
نہیں کیا جائیگا۔ یہ بے دخلیاں بھی ہو رہی ہیں اور
سرکاری دھیم سرکاری اور نجی اداروں میں چھائیاں
بھی ہیں۔
ان عوامی مسائل کے ساتھ مناسب کی موجودہ

صورت بھی عوام میں اضطراب کا باعث بن رہی ہے۔
حاجر بہت بھی ہے اور میر نوثر بھی صاف طور
پر محسوس ہوتا ہے کہ کوئی مفروضہ مناسب کے عمل کو
بے معنی بنا رہا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ افراد جو شل
کے قیام کے وقت اپنے فطری انجام سے خویزدہ
تھے آج پوری ڈھٹائی کے ساتھ محاسبہ سے قطعی
بے پرواہ ہو چکے ہیں۔ وہ پارٹی جسے عوام کئی
طور پرستہ کر چکے تھے ان وجوہات کی بنا پر سنی
زندگی حاصل کر رہی ہے۔ یہی نہیں بلکہ ایک منظم
سارکش کے ذریعہ اتحاد کو عوام کی تمام شکلات
میں برابر کا ذمہ دار قرار دیا جا رہا ہے۔ ہمارے
دانت میں موجودہ صورتحال کی وجوہات

درج ذیل ہیں۔
۱۔ سابقہ دور میں نوکریاں اور انفرشاپی
کے جس عنصر نے غیر قانونی، غیر آئینی اور غیر اخلاقی
حرکات میں سابقہ حکومت کا بھرپور ساتھ دیا تھا
ان کا سرے سے کوئی محاسبہ نہیں کیا گیا۔ وہ آج بھی
کلیدی مناسب پر فائز ہیں اور یہی گزردہ مصلحت
کو سبوتاژ بھی کر رہا ہے اور ت نئے مسائل بھی
ابھار رہا ہے تاکہ عوام میں بے چینی بڑھتی ہے
چلی جائے۔
۲۔ غالباً اسی گزردہ کی کوششوں کے نتیجہ میں

محاسبہ کا عمل نہ لگ رہا ہے اور نہ نوثر
وہ افراد جو عظیم میں سابق حکومت کے بلاشرع شریک
تھے جب بلا تکلف اعلیٰ سول اور فوجی حکام
تک رسائی حاصل کرتے نظر آتے ہیں اور بظاہر
اعتباب سے بچ نکلتے ہیں تو محاسبہ کا پورا عمل
مشکوٰۃ بن کر رہ جاتا ہے۔

۳۔ مارشل لا احکام کا عوام کے ساتھ براہ
رابطہ ممکن نہیں ہے اس لئے متاخر اختیارات
بیوروکریسی کے اہلکاروں میں مرکوز ہو گئے جن
کی جانب سے کی جانے والی زیادتیوں کا ازالہ
مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا ہے۔

۴۔ سیاسی سرگرمیوں پر پابندی کے باعث
عوامی مسائل کو حکومت کے علم میں لانے کا امکان
محدود سے محدود تر ہو گیا ہے۔

اس پس منظر میں جب ۱۸ مارچ ۷۸ کو
الیکشن سسٹم کے اراکین نے اتحاد کے ساتھ ملاقات
کے موقع پر بیوروکریسی کے رویہ پر عدم اطمینان
کا اظہار کرتے ہوئے اور افواج کا سول معاملات
میں طویل عرصہ تک سنبھل رہنے کو ناپسندیدہ قرار
دیتے ہوئے ایک با اختیار حکومت میں شرکت
کی صورت میں تعاون کا مطالبہ کیا تو ہم نے تمام
پہلوؤں پر غور و خوض کرنے کے بعد اس پر اپنی
رضامندی کا اظہار کر دیا، لیکن اس تجویز کو پیش
کئے ہوئے اب دو ماہ سے زائد مدت گزر چکی
ہے۔ اس عرصہ میں یہ موضوع مسلسل اخبارات

میں زیر بحث بنا رہا ہے۔ اس طرح سے
قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ مارشل لا احکام بھی
وقتاً فوقتاً اس پر اپنے خیالات کا اظہار کر رہے
ہیں۔ اتحاد اور الیکشن سسٹم کے ساتھ اور دور
خود آپ کے ساتھ ملاقاتوں میں بھی اس پر
بات چیت ہوئی ہے، خود اتحاد میں شریک
جماعتوں کے مابین بھی یہ مسئلہ زیر بحث رہا ہے۔
ہماری یہ پختہ رائے ہے کہ اب موقع آیا ہے کہ
اس معاملہ کو حتمی طور پر طے کر دیا جائے۔

اتحاد کے ایک غیر رسمی اجلاس میں ہم نے
اس موضوع پر تبادلہ خیال کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ
اس موضوع پر آپ کو اتحاد کے حتمی موقف سے
بھی آگاہ کر دوں تاکہ آپ کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو

اتحاد کا موقف یہ ہے کہ اگر آپ کی حکومت
ملک کی موجودہ انتظامی خامیوں پر قابو پانے
کے لئے عوامی مسائل کو بہتر طور پر حل کرنے کے
لئے عوام کا ساتھ موثر رابطہ کی بجائے اپنے اہلکاروں
کے مقاصد یعنی محاسبہ کی اطمینان بخش تکمیل اور
غیر جانبدارانہ اور منصفانہ انتخابات کے ذریعے
عوام کے منتخب نمائندوں کو اقتدار کی منتقلی کے
لئے اور اسلامی نظام کی راہ ہموار کرنے کے لئے
ایک قومی حکومت کے قیام کو مناسب درپیشوری
سمجھتی ہو تو پاکستان قومی اتحاد اس ذمہ داری
کو اٹھانے کے لئے آمادہ ہے۔ اپنی ذمہ داریوں
سے موثر طور پر مدد براہ ہونے کے لئے مجوزہ
قومی حکومت

- ۱۔ ایسے سیاسی عناصر پر مشتمل ہونے کا دامن
آلودگیوں سے پاک ہو اور جو سابقہ غلام
کسی طرح بھی شریک نہ رہے ہوں۔
- ۲۔ جو با مقصد ہوں جن کی مقاصد میں بے لگ
اور موثر احتساب اور قومی انتخابات کا بلا
کسی غیر ضروری تاخیر کے منعقد کرنا بطور
خاص شامل ہو۔
- ۳۔ جو با اختیار ہو۔

اتحاد کسی ایسی حکومت میں شرکت کرنے
پر آمادہ نہیں جو بے مقصد یا بے اختیار ہو یا جس
میں ناپسندیدہ عناصر شامل ہوں۔
اگر آپ کے لئے سیاسی عناصر پر مشتمل ایک
با مقصد اور با اختیار قومی حکومت کا قیام مناسب
یا ممکن نہ ہو تو ہماری جانب سے قومی حکومت کی
تجزیہ کو ختم تصور کیا جائے۔ والسلام

احقر
دستخط
(مفتی محمود)
صدر پاکستان قومی اتحاد

الطاف حسین
سرکولیشن منیجر
مختلف اضلاع کے دفاتر میں

نکاح یا متعہ؟

ضرورت ہے ایک عدد رشتہ کی!

آئندہ کسی جماعت کے سیاسی نکاح نہیں ہوگا البتہ متعہ ہو سکتا ہے۔

(یہ مکتوبہ علیحدگی کے گھر دلا ہے) مگر بقول شخصہ
یہ موتی بکھرتے ہی چلے جاتے ہیں ان کو اٹھانے
کی کوئی زحمت نہیں کرتا۔



نورانی میاں اتحاد سے نکل گئے۔ اچھا ہوا
برا ہوا ہماری بلا سے۔ لیکن معلوم نہیں انہوں
نے ابھی اتحاد سے فراق کے چند دن ہی تو گزارے
تھے۔ آخر اتنی بھی بے قراری کیا تھی جو قنات
ٹوٹ پڑتی اور اتنی جلد بیان دے دیا کہ ہمارا کسی
سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ ہمارے خیال میں نورانی
صاحب نے جلدی کی، مگر ہوتا جو عدت کے
ایام پرے ہو لیتے اور کہیں سے نکاح کا پیغام
آہی جاتا تو اسے ”کھری کھری“ منادیتے کہ
ہمارا نکاح کا کوئی پروگرام نہیں ہم تو متعہ کریں
گے۔ اور آپ کو سوچنے کا موقع دیا جاتا ہے۔
ارادہ ہو تو دوبارہ رابطہ قائم کریں ”کھری کھری“
سنانے سے ہماری مراد یہ ہے کہ نورانی صاحب
فرماتے ہیں کہ آئندہ کسی سے نکاح نہیں کریں گے۔
معلوم ہوتا ہے پہلا تجربہ فتح تجربہ ہوا ہے۔ یہ
تو کسی رجسٹرڈ نکاح خواں کو معلوم ہوگا کہ پہلے
ان کی جمعیت کا کس سے نکاح ہوا۔ آخر اتحاد میں
ان کے علاوہ ۸ اور کچھ سیاسی راہنما تھے۔
ہم اس کے بھی علم میں برابر کے شریک ہیں جن کا
نکاح ختم ہوا نیز جھٹکے دہریں اصغر خان سے
ان کا اتحاد کس حیثیت سے تھا؟ نکاح یا متعہ؟
بہر کیف پہلے ایک نکاح تو تھا اب دوسرے نکاح

تشریف لے جا رہے ہیں، خود بھی کراچی
گئے مگر ایک طرز تعلق کو کون خاطر میں لانا،
بس اس سے زیادہ کیا —؟ کہ
مان نہ مان میں تیرا مہربان

ہیں نورانی میاں سے نہیں البتہ ارباب
حکومت سے گلہ کہ انہوں نے نورانی صاحب
کے سیاسی قدر و کاغذ کو بھی نظر انداز کیا اور یہ
بھی نہ سمجھا کہ سوادِ انظم کے سربراہ کی آواز اتنی
بے حیثیت نہیں ہونی چاہیے تھی۔



اتحاد سے نکاح کیا ٹوٹا بس سائے ہند
ہی کھل گئے۔ ماری خوشی کے دادی کشمیری
سیر و سفر پر نکل کھڑے ہوئے۔ راستہ میں پڑی
ٹھہرے اور ایک پرجوش کمپن کا نفرین میں
اپنے بہتر مستقبل کے لئے اپنے پروگرام کا اعلان
فرمایا۔ مگر ہوتا اگر مولانا موصوف ہی اعلان
لاہور کے اس دفتر میں فرماتے جس میں جانے
کے لئے ایک راغبیر کے سائیکل پر بیٹھے ہوئے
تھے۔ ایک صاحب نے تصویر دیکھی تو کہنے
لگے بتاؤ مولوی کس وزارت پر اسی طرح بیٹھیں
گے سائیکل پر بیٹھا تو آتا نہیں۔

شاہ صاحب چونکہ علم و معارف کے
یگانہ روزگار سہتی ہیں، اس لئے بات یکا کرتے
ہیں بس موتی ہی بکھرتے چلے جاتے ہیں۔
انفوس کو قدر دان نہیں کمال کے
ورنہ کاغذ پر رکھ دیا ہے کچھ نکال کے

مولانا احمد شاہ نورانی صاحب! جو ہمارے
لئے بوجہ بہت ہی قابل احترام ہیں اور ہم
بھی ان کی شخصیت سے کچھ زیادہ ہی متاثر ہیں۔
سیاست اور بھی بہت لگ کرتے ہیں مگر کسی بھی
سیاسی راہنما کو سیاست میں وہ ”درک“ حاصل نہیں
ہو سکا جو مولانا موصوف نے اپنی سیاسی کم عمری
میں ہی حاصل کر لیا، گویا پیدائشی ہی ذہین اور طبع کا
واقع ہوئے ہیں۔ پہلے تو وہ یو۔ ڈی۔ ایف۔
کو ”ہنی مون“ منانے کا الزام دھرتے تھے۔
حال ہی میں اتحاد سے نکلنے کے بعد انہوں نے
اپنے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارا آئندہ
نکاح کسی سے نہیں ہوگا۔ ہماری بھی دعائیں ان
کے ساتھ ہیں۔ خدا کرے کسی سے نکاح نہ ہو لیکن
اگر مولانا موصوف یو۔ ڈی۔ ایف۔ کے ”ہنی مون“
میں شریک ہوتے تو اب نکاح اور متعہ تک
نرت نہ پہنچتی۔ مولانا اتحاد سے الگ کیا ہونے
میں مارے خوشی کے فوراً جنرل ضیاء الحق صاحب
تک صدا پہنچائی کہ اب ہمیں دعوت تھی ”دی“
کتاب اقتدار ہمارے نزدیک سچے سچے سوز و مین ہے
نیز ہماری وہ پہلی مشکل ختم ہو گئی ہے کہ آپ سے
کہتے تھے کہ میں بھی مذاکرات میں شرکت کے
دعوت دی تو آپ فرماتے پی۔ این۔ اے۔ داؤں
سے بات کرو۔ ادھر پی۔ این۔ اے۔ سے بات
ہوتی تو وہ کہتے آپ کو اتحاد کو تسلیم نہیں کرتے۔
مگر حال مولانا موصوف از خود ملاقات کے لئے
آگاہہ ہیں۔ حقیقت کہ یہ سب کہ جنرل صاحب کراچی

کے لئے رضا بالا قرار مزدوری ہے جس میں دقتا ہوتی چاہیے۔ اس لئے ان کی رضا یا عدم رضا کھری کھری زبان میں ہو۔



مولانا نوزانی جو ستر کھڑکی طرح عوام کی توفیق لیتے سواد اعظم کی پیداوار ضرور ہیں، اسی لئے غالباً ان کو ایشیائی اسلامی کانفرنس جو کہ ان کے اپنے ستر کراچی میں ہوئی، مدعو نہیں کیا گیا۔ خدا معلوم ایسی کبھی آخر کیا آفت آن چڑی تھی جو سواد اعظم کو اس طرح نظر انداز کر دیا گیا اور کسی کو بھی اس سواد اعظم کی نمائندگی کے لئے نہیں بلایا گیا۔ یہ راز دردن خانہ ہی بہتر ہے۔ ”وہ جانے اور دہ جانے“ ہماری تو خواہش تھی کہ خود ”نوزانی علامہ صاحب العبد و العمارہ“ بنفس نفیس تشریف لے چلتے مگر ان کی مشکل نماز کی تھی کہ امام کعبہ کی فضیلت ان کے نزدیک مشکوک تھی۔ بہر گیت تو نوزانی میاں سواد اعظم کی نمائندگی کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نکاح کی زندگی سے تو ہم باز آئے اور ایسی محبت سے بھی۔ لو اب ہم صلے علف کرتے ہیں اور پانڈان محبت اٹھائے لیتے ہیں۔ تو یہ بھی جو آئندہ نکاح کا نام لیں۔

پانڈان کا بھی نوزانی صاحب سے گہرا تعلق ہے۔ مشورہ ہے کہ وہ نوزانی کچھ بکا اشتہار اخبارات کی ریت بٹارتے ہیں۔ خوب استعمال کرتے ہیں۔ بہر گیت نکاح کی زندگی سے دل برداشتہ ہو کر انہوں نے اب جمعیت کے متعہ کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم کسی کے اندرونی معاملات میں دخلت کے قائل نہیں بلکہ بقا باہمی کے اصول پر رہتے ہیں۔ لیکن ہم نہ سمجھ سکے کہ ایسا بھی دل جلانے والا تھا جس نے مار کے پھونک جلا دیا اور داغ نام نہائے پھیرے ہے کہ وہ نکاح سے الگ ہو گئے اور اب متعہ کے لئے صدائے عام برائے ”یارانِ کتبہ وال“ لگا رہے ہیں۔ خدا کرے کہ وہ ہم میں کامیاب رہیں ہماری دعائیں ان کے شریک حال ہیں۔



یہ ان کا اپنا معاملہ ہے ہمیں زیادہ نوک جھوک کی ضرورت نہیں۔ صرف یہ عرض کرنا ہے کہ سواد اعظم

کے مسلک میں تو شاید متعہ جائز نہ ہو تو کھیر آپ نے اس مسئلہ کے حوا کے لئے کوئی ”مستقلہ“ حل“ تلاش کیا ہے؟ ہمیں امید ہے کہ وہ ”مستقلہ علمی تحقیقی“ کو جلد ہی کسی ناشر کتب کے حوالہ کریں گے، تاکہ برائے افادہ متبعین سواد اعظم ہو اور اس کی علمی مویشگانوں سے زیادہ سے زیادہ لوگ بہرہ ور ہوں۔

نوزانی صاحب کے نکاح لڑنے پر ہمیں تو بہت ہی دکھ ہوا کہ پوری برادری میں عزت کا سبب بنیں۔ ممکن ہے نوزانی صاحب کو کبھی پرانی یادیں سامنے لگیں تو وہ بھی اپنے کئے پر نادم ہوں۔ بہر حال ان کو مشورہ تو یہی ہے کہ آپ سواد اعظم کے مسلک کے مطابق جمعیت کے لئے کوئی ایسی صورت نکالیں کہ استاد ہیں دو بارہ پناہ مل سکے۔ اس کی شاید ”حلالہ“ کے علاوہ اور کوئی صورت نہ ہو۔ ملک و قوم کے مضامین پہلے بھی بہت قربانیاں دی ہیں، ایک قربانی اور سہی کہ ابھی تو منزل دور ہے اور تادم آخر غافل مباش۔



اب یہ مشکل ایک اور ہو گئی کہ جن لوگوں کے نزدیک متعہ جائز ہے انہوں نے سیاسی متعہ کے لئے زور شور سے تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کے تودائے نیاسے ہو گئے۔ اس لئے بھی کہ نوزانی میاں کی مجبوری ہے کہ اصحاب متعہ کے علاوہ اور کوئی گروپ بھی فی الحال سیاسی میدان میں نہیں۔ اصغر خان جس سے نوزانی صاحب پہلے بھی تعلق رکھ چکے ہیں اور آج کل ان سے ”ہم خیال“ ہونے کے باوجود لا تعلق ہیں۔ وہ تنہا پرداز کرنا چاہتے ہیں اور پی۔ این۔ اے سے تو نکاح ہی ختم ہے اب اصحاب متعہ کے ساتھ پیگنیں ڈالنا مناسب ہے کہ

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دینا و نیست



لیکن اگر نکاح کا ارادہ ہو اور موزوں رشتہ نہ ملتا ہو تو ایک اشتہار برائے ضرورت رشتہ ”اجازات و مسائل کو جاری کر دیں کہ ضرورت

ہے ایک رشتہ کی ایسی فرمانبردار جمعیت کے لئے جو کسی مسئلہ پر اختلاف نہیں رکھتی اور ہر بات متفقہ طور پر لے کر لے کر رہے اور یہ اشتہار بھی متفقہ فیصلہ کے تحت ہی جاری کیا گیا ہے۔

اور اگر باہمی ہر کوئی رشتہ نہ لے تو محبوبی محضی، پھر ان کی صوابدید۔۔۔۔۔ لیکن امید ہے کہ ابھی سیاسی لوگوں میں کچھ شعور باقی ہے ورنہ اتنی بڑی جماعت کو نظر انداز کیا کر سکتے ہیں اور متعہ تک نوبت نہیں پہنچے گی کہ یہ اہل سنت کے نزدیک جائز نہیں۔



ہم نے ایک دوست جو عرصہ سے یہ اصرار کرتے چلے آ رہے تھے کہ نوزانی صاحب کو تا حال سیاسی شعور نہیں۔ اگر یہ توفیق کم عمری کی وجہ سے پہنچے نہیں ہو سکا۔ اس لئے وہ ایسی باتیں کرتے ہیں۔ کم عمری میں غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں۔ آخر ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن تو بچے کہ سیاست میں وارد ہونے تھے۔ سیاست سے پہلے تو کوئی وجود نہیں ملتا۔ اگر کہیں اناروقیہ میں ان کا وجود مسعود مل جائے تو ہم اس کو برائے یادداشت رکھنے کو آواز دیں۔

ہمارا ہمیشہ ان سے اختلاف رہا کہ آپ نہیں جانتے تھے بہت بڑے بین الاقوامی مبلغ اور سیاست دان ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ کچھ اتحاد سے نکلے اور بات نکاح اور متعہ پر اگر لڑیں۔

ہم نے کہا ہیں آپ سے اختلاف ہے۔ باقی آپ کی اپنی رائے ہیں اعتراض کا حق نہیں کہ سیاست میں کوئی بات حرف آخر نہیں ہوتی۔

حاجی غلام نبی صدیقی
علامہ اسلام طوطی کان

مدیر قاسم العلوم ملتان کے سابق مہتمم شیخ التفسیر محدث کبیر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی جانب سے موت پر گھر سے رنج و غم کا اظہار کیا ہے اور حضرت کی موت کو قومی المیہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس اور سپاہندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔



سیاستی سرگرمیوں پر مسلسل کاپ بندی

مسلم لیگ رہنماؤں اور بعض دیگر سیاستدانوں کی وفاقی کابینہ میں شمولیت کے بعد یہ توقع ہو چلی تھی کہ وفاقی کابینہ کا سیاسی مضر ملک میں سیاسی بحال کی بحالی کے سلسلہ میں کچھ پیش رفت کر سکے گا۔ وفاقی کابینہ کے پہلے رسمی اجلاس میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی برقرار رکھنے کا جو فیصلہ ہوا ہے وہ کچھ خوشگوار اور تاثر کا باعث نہیں بن سکا۔ غیر سیاسی مخالفین اگر سیاست کے پبلک مفاد میں ہونے پر کلام کریں یا سیاستدانوں کے طرز عمل کو بلا استثناء ہدف تنقید بنائیں تو ان کی بات سچ نہیں آتی ہے لیکن سیاست کو محدود اور سیاستدانوں کو پابند رکھنے کا فیصلہ ان سیاستدانوں کے ہاتھوں سے نہیں آتا جو اس مقام پر سیاسی عمل ہی کے واسطے سے پہنچے ہیں اور جو کابینہ میں شمولیت سے ایک لمحہ پہلے ملک کی آزادی اور سیاسی عمل کی بحالی کے داعی رہے ہیں۔

ہمارا یہ پختہ یقین ہے کہ اس ملک کا استحکام، بقاء اور ترقی سیاسی عمل کو فطری راستوں سے آگے بڑھانے میں ہے۔ ماضی میں بھی ہم تنہا تجربہ کر چکے ہیں کہ سیاسی عمل کو روکنے کا نتیجہ قوم و ملک کے حق میں ہمیشہ منفی رہا ہے اور آئندہ بھی اس منفی عمل کسی مثبت نتیجہ کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

لطیف کی بات یہ ہے کہ ہمارے سیاسی و غیر سیاسی حکمران سیاسی جماعتوں کے منظم نہ ہونے کا شکوہ بیک زبان کر رہے ہیں لیکن اس سیاسی تعطل کو جاری رکھنے پر بھی مصر ہیں جو سیاسی جماعتوں کی تنظیم اور استحکام میں سب سے بڑی

ہم چیف مارشل لا رائیڈ فشرٹ اور ان کے سیاسی و غیر سیاسی رفقاء سے یہ عرض کریں گے کہ ازراہ کرم اس فیصلہ پر نظر ثانی فرماتے ہوئے ملک میں سیاسی عمل کو بحال کریں تاکہ سیاسی جماعتوں کو منظم ہونے کا موقع ملے اور فعال سیاسی گروہ رائے عامہ کی حمایت سے آگے آکر ملک میں خوشگوار سیاسی فضا قائم کر سکیں۔

جمیعت علماء پاکستان کے

راہنماؤں سے:

جمیعت علماء پاکستان کو ملک کی ان جماعتوں میں خصوصی اہمیت حاصل ہے جو سیاست میں دینی مزاج، روایات اور اقدار کی حامل ہیں اور یہ جماعت ملک میں ایک خاص مذہبی مکتب فکر کی نمائندگی کرتی ہے۔

محبوبہ محرومت کے دور میں جمیعت علماء پاکستان کی نئی قیادت نے مولانا شاہ احمد نورانی کی سرکردگی میں پارلیمنٹ کے اندر اور باہر جمہوری اقدار کی بحالی کے لئے سیاسی و مذہبی مکاتیب فکر کے اشتراک اتحاد کے ساتھ اپنا جو سیاسی ایجنڈا مسلسل محنت کے بعد بنایا تھا اس کے پس منظر میں جمیعت علماء پاکستان کے قائدین کے تدبیر سیاسی سوچ اور احتمال کے تاثرات ابھرتے ہیں اور یہ بات ملک کے سیاسی حلقوں کے لئے اطمینان کا باعث تھی کہ قومی سیاست میں مختلف مذہبی مکاتیب فکر کی نمائندگی ہونے والی جماعتوں کے مابین رواداری، ہم آہنگی اور اشتراک میں روز بروز

اضافہ ہو رہا ہے۔

مگر جمیعت علماء پاکستان کی قیادت نے پہلے متحدہ جمہوری محاذ سے الگ ہو کر اس تاثر اطمینان پر بلک سی حزب لگائی جس کا ازراہ مارچ ۷۷ء کے انتخابات اور اس کے بعد تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پاکستان قومی اتحاد کے جوائنٹ فام پر سرگرم مشترکہ جدوجہد سے علماء کو گما اور محب وطن حلقوں نے

ایک نیا پیمانہ کا سامنا کیا۔

لیکن جمیعت علماء پاکستان کے رہنماؤں نے پاکستان قومی اتحاد کے سلسلہ میں گذشتہ ایستل سے جو طرز عمل مسلسل اپنائے رکھا اس نے صاف ستھری سیاست کا تصور رکھنے والے سیاسی حلقوں کو ایک بار پھر اضطراب سے دوچار کر دیا۔ تاہم جمیعت علماء پاکستان اپنے پہلے سے شدہ فیصلہ کے مطابق یون برس کی بجائے ایک ہفتہ کے بعد بالآخر پاکستان قومی اتحاد سے الگ ہو گئی اور اب اس کے چھوٹے بڑے سبھی راہنما ملک میں فرقہ وارانہ کشیدگی کو ہوا دینے کے "مقدس عمل" میں مصروف ہیں۔

ہیں جمیعت علماء نے پاکستان کی پاکستان قومی اتحاد یا متحدہ جمہوری محاذ سے وابستگی اور ملحدگی کے فیصلوں پر کلام نہیں کیا کیونکہ یہ ہر پارٹی کو حق حاصل ہے کہ وہ کسی سیاسی اتحاد سے وابستہ ہو یا نہ اور وابستگی کے بعد اسے برقرار رکھنے یا توڑنے اس سلسلہ میں جمیعت علماء پاکستان نے اپنا حق استعمال کیا ہے تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔ مگر جمیعت

موسم سے بے پناہ قربانیوں اور ایثار کے بعد قائم کی ہے اور جس فضا کے مجرد ہو جانے کے بعد نہ صرف نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی منزل خاکم بدین مہموم ہو کر رہ جائے گی۔ بلکہ احماد و دہریت کے ساتھ ساتھ شمال مغرب سرحد پر دستک دینے والے مالی کیوزم کا راستہ روکنا بھی کسی کے بس میں نہیں رہے گا۔

پاکستان کے راہنماؤں کے اس رویہ اور ان کی ان سرگرمیوں پر شدید اعتراض ہے جو ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے خاتمہ کا باعث بن رہی ہیں اور جو قومی سیاست کو سیاسی مسائل اور تقاضوں سے ہٹا کر فرقہ وارانہ مذہبی اختلافات کے ساتھ وابستہ کر دینے کی کسی منظم سازش کا حصہ معلوم ہوتا ہے۔

ملک میں مذہبی اختلافات اور فرقہ وارانہ منافقت کا اپنا ایک الگ پیٹ فارم موجود ہے۔ اگرچہ چین وہاں بھی یہ اصرار ہے کہ مذہبی اختلافات کو علمی اور تحقیقی دائرہ میں محدود رہنا چاہیے اور ایک سٹیج پر لا کر نئی نسل اور خالی الذہن مسلمانوں کو ایک سلام سے دور کرنے کا ذریعہ بنانا چاہیے۔ مگر قومی سیاست کو تو بہر حال فرقہ واریت کے زہر سے محفوظ رکھنا ضروری ہے کیونکہ اگر ہم خدا خواستہ قومی سیاست اور فرقہ وارانہ اختلافات کے دائروں کو الگ الگ رکھتے ہیں کامیاب نہ ہو سکے تو خاکم بدین یہ بائیں اس قوم کو خانہ جنگی کے جہنم میں دھکیلنے کے سوا اور کوئی تہیہ سیدھا نہیں کر سکے گی۔

اس پس منظر میں جب ہم بعض سیاسی راہنماؤں کے اس مطالبہ کے مضمرات پر نگاہ ڈالتے ہیں کہ فرقہ وارانہ بنیاد پر سیاست میں حقہ لینے والی جماعتوں پر پابندی لگا دی جائے تو یہیں یہ مطالبہ یکسر بے وزن بھی محسوس نہیں ہوتا کہ قوم کو فرقہ وارانہ جنگ سے بچانے کا آخری حربہ یہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہم جمعیۃ علماء پاکستان کے قائدین سے یہ مؤثرانہ استدعا ضروری سمجھتے ہیں کہ خدا را اپنے اس طرز عمل پر نظر ثانی فرمائیں اور ان کے چھوٹے بڑے راہنما ملک بھر میں مذہبی جہاد کی آڑ میں فرقہ وارانہ اختلاف کو ہوا دینے کی جس مہم میں مصروف ہیں اسے بند فرمائیں اور قتل و دہشت کا راستہ یہ نہیں ہے۔

ہمیں امید ہے کہ مولانا شاہ احمد رزائی اور ان کے رفقاء ملک و قوم کے مفاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے رویہ پر ضرور نظر ثانی فرمائیں گے اور قومی وحدت اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی اس فضا کو ختم کرنے کی ذمہ داری اپنے سر نہیں لیں گے۔

مدرسہ عربیہ دارالعلوم ارحمیتہ سرکی روڈ، کوئٹہ، بلوچستان

مدرسہ عرصہ تین سال سے کوئٹہ کے مصافات میں دینی - تدریسی اسلامی - تبلیغی خدمات سر انجام دے رہا ہے۔ مدرسہ میں حفظ ناظرہ سے درس نظامی تک پڑھانے کا بہترین انتظام ہے۔ مدرسہ میں پچاس سالہ طلباء مقیم ہیں جن کی رہائش خوراک و دیگر ضروریات کا مدرسہ کفیل ہے۔
مختیر حضرات اپنے مدت - غنیمت زکوٰۃ سے مدرسہ کی امداد فرما کر تواب دارین حاصل کریں۔

الداعی الخیر: حاجی محمد رحیم مینگل مدرسہ عربیہ دارالعلوم ارحمیتہ سرکی روڈ، کوئٹہ، بلوچستان

ذینے ملوہ کے شائفے طلباء کے لئے خوشخبری پر فضا - صحت بخش اور کھلی وسیع مقام پر قائم دینی درس گاہ

مدرسہ دینیہ عربیہ للصحیہ شام مع العلوم

ہنہ اورٹک کوئٹہ (بلوچستان)

اس دینی درس گاہ کی بنیاد یکم رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ میں رکھی گئی ہے جس میں حفظ ناظرہ کے ساتھ ساتھ درس نظامی کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر ملک جدید علوم پڑھانے کا بھی بندوبست کیا گیا ہے۔ اس وقت سو طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں جن میں پچاس عربیہ طلباء کی خوراک پوشاک رہائش و دیگر ضروریات مدرسہ کے ذمہ ہے۔ اہل خیر حضرات دل کھول کر مدرسہ کی امداد فرمائیں۔

المستدعی (مولانا) اللہ داد خیر خواہ ایم۔ بی۔ ایڈ مستم مدرسہ ہنہ اورٹک کوئٹہ



حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کا بصیرت افروز خطاب

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مفتی مسعود العلوم دیوبند کی دورہ پاکستان کے موقع پر ملتان میں کی جانے والی تقریر کی تیسری قسط۔ اس تقریر کی دو قسطیں ترجمان اسلام کے گذشتہ شماروں میں چھپ چکی ہیں۔ ادارہ

موت کی تنہا علامت ولایت ہے

اولیاء اللہ رات دن موت کی تمنائیں رہتے ہیں ان کی زبان پر تو یہ رہتا ہے

ختم کن روزگرمی منزل دیوں بردم
راحت جان طعم دہنے جانان بردم
نزد کردم کہ اگر کیر سب در غم رونے
تا در مکرده شد دل دگر خواں بردم

۱۰۔ مونس مبارک دن ہو گا کہ اس اجڑے ہوئے
دیار کو ہم چھوڑیں گے اور اس شہر مغرب میں نہیں
گئے جہاں اللہ سے ہمارا رابطہ قائم ہو گا۔ خدا کرے
کہ وہ ساعت جلد آئے۔ تو اولیاء اللہ کے دل
میں تو (موت کی) تڑپ رہتی ہے۔

حضرت مولانا شاہ محمد یعقوب صاحب قدس
علیہ بھوپالی، نقشبندیہ خاندان میں سے ہیں اور
ہائے سزائیوں میں سے تھے۔ ان سے بہت
فیضان اور (مخلوق کو) فائدہ ہوا۔ مرض وفات
جب شروع ہوا اور موت بالکل قریب آئی تو
لوگوں نے جا کر تسلی دی کہ حضرت محمّد زوادیں
انشاء اللہ رحمت ہو جائے گی۔ غصہ آگیا
مولانا کہہ کر فرمایا:

”میرے جس وقت کی تمنائیں تھے اور تم
اس کو پھانے آئے ہو؟ تم سب نے
آئے ہو؟ خدا کے وقت آیا کہ
موت قریب آئی اور تم موت سے تسلی
دینے آئے ہو کہ اور زندہ رہوں۔“

خبردار اس کے بعد ایسا جلدت

کنوز و ماکر حسن فائز ہو جائے،

تسلیاں موت دو کہ میری عمر نیاؤ

ہو۔ عمر میں اس وقت کی تمنائیں

تھا۔ وقت آیا تو تم پھانے آ گئے۔“

یہ کیفیت ہوتی ہے اہل اللہ کی کہ موت کی
تمنا اور محبت ہوتی ہے۔

”طالب علمانہ مشبہ“

یہاں پر ممکن ہے کہ کوئی طالب علم طالبانہ
طریق سے یہ شبہ کرے کہ ایک حدیث میں تو موت
کی تمنا کرنے سے ممانعت فرمائی گئی ہے۔
فرمایا گیا لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ۔
دیکھو تم میں کوئی موت کی تمنا نہ کرے، تو یہاں تو یہ فرمایا
جاریا ہے کہ موت کی تمنا کر دو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم
دعا دیتے ہیں کہ موت کی محبت ہر قلب مسلم میں ڈال
دی جائے تو بظاہر تعارض ہے۔

”جواب ۱۔ میں کہتا ہوں تعارض
نہیں ہے جن حدیث میں یہ فرمایا گیا لَا يَتَمَنَّيَنَّ
أَحَدُكُمْ الْمَوْتَ کہ دیکھو موت کی تمنا نہ
کر دو، اس امر ادایت میں یہ لفظ میں ہی بفسر
نزل پہ موت کی تمنائیت کر دو دنیا کی کسی
معیشت سے گھبرا کر، بیماری سخت ہو گئی کہ موت
کیوں نہیں آ جاتی، اندکس بڑھ گیا تو تمنا کر دو اس
کی ممانعت ہے کہ دنیا کے مصائب سے گھبرا کر
کی تمنائیت کر دو یہ بے اعتمادی ہے حق تعالیٰ

پر اداریہ بندگی کے خلاف ہے۔ باقی اللہ سے
ملاقات کے شوق میں یہ تمنا کرنا یہ ولایت کی
علامت ہے۔ تو ہر وہی کامل دل میں شوق رکھے
لحم اللہ سے ملاقات کا اور چاہے گا کہ جلد اللہ
یک پہنچ جاؤں۔ بہر حال موت جہاں گھبراہٹے والی
چیز ہے وہاں ایک تعلیم تھوڑی اور محنت بھی ہے۔

موت — چھوٹوں

کے جوہر کھنڈنے کا ذریعہ

میں کہتا ہوں کہ اس لحاظ سے بھی ایک ذریعہ
نعمت ہے کہ اگر قیامت تک مائے جہنم بیٹھا
رہا کرتے تو چھوٹوں کے جوہر کھنڈنے کی کوئی صورت
نہ ہوتی۔ چھوٹوں کا نہ علم سامنے آتا نہ کامل دیگر
بڑوں کا کامل سامنے رہتا۔ سب اسی میں گئے
رہتے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک
دنیا میں تشریف رکھتے تو صحابہؓ کے جوہر
نہیں کھل سکتے تھے۔ وہ ہر وقت اطاعت سے
ماری اور طاعت گزار میں رہتے۔ مستقل جوہر
کرا گئے اگر اپنی طبیعت اور قلب کے جوہر نہ کھلائے
نہ صدق اکبر کے جوہر کھنڈنے کا ذریعہ نہ فاروق اعظمؓ کے
جوہر کھنڈنے کا ذریعہ نہ محمدیؐ جوہر کا
تشریف سے گئے اور یہ قائم مقام بنے۔ قائم
مقامی کام انجام دیا تو اس میں تمام کے جوہر
کھلے تو میں کہتا ہوں کہ اس لحاظ سے بھی موت
نعمت ہے کہ چھوٹوں کے جوہر کھنڈنے کا ایک ذریعہ ہے۔

مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہیں۔
 پہلے کلمہ کی چیز ہے لیکن ان کے خلف صالح موجود
 ہیں ان کی ذریت حاکم موجود ہے ان کے تلامذہ
 موجود ہیں جو اس کام کو جاری رکھیں گے امدان کی
 طبیعت میں جو ہر موجود میں دکھیں گے۔ اگر مولانا
 ہی نہ ہوتے تو یہ چیزیں بھی نہ کھل سکتیں تو یہ بھی ایک
 فائدہ کی چیز ہے۔ انھوں نے جو ہر کھلنے کا ذریعہ
 اگلے دنیا کو تیار کریں گے وہی کھل رہا ہیں گے۔

”موت نہ ہو تو نئی نسل کے دین سمجھنے میں دشواری پیش آئے“

کیونکہ ہر زمانے کی نفسیات الگ الگ ہوتی
 ہیں۔ ہر شوہر بس کے بعد نفسیات بدل جاتی ہیں
 اسی واسطے حدیث میں وعدہ کیا گیا:
 إِنَّ اللَّهَ يُبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ
 عَلَى رَأْسِ مَا شِئْنَا مِنْ
 مُّجِبِّدٍ الْعَارِضِينَ۔ ہر قرن پر مبعوث
 کا وعدہ کیا گیا ہے کہ جابلہ طریق پر جو لوگ تائید
 کر کے دین میں غلط پیدا کر دیں گے اللہ شوہر
 کے بعد پھر مجدد پیدا کر دیں گے۔ وہ دودھ کا
 دودھ پانی کا پانی کرے گا۔ پھر دین کو نکھار
 دے گا پھر آراستہ بنا دے گا۔ پھر صدی ختم ہوگی نئے
 بڑھیں گے پھر اللہ کسی مجدد کو بھیج دے گا وہ
 پھر نکھار دے گا۔ اس لئے کہ سو برس پر یا ایک
 قرن پر وعدہ کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے
 کہ تھوڑے سو برس میں ایک نسل ختم ہو کر دوسری نسل کا
 آغاز ہو جاتا ہے اور ہر آئندہ آنے والی نسل کے
 نفوسات الگ ہوتے ہیں۔ انکار الگ ہوتے ہیں۔
 نفسیات الگ ہوتی ہیں اس لئے ضرورت پڑتی
 ہے کہ اسی دور کے اہل علم انہی کے نفسیات میں
 ان کو دین سمجھانے والے ہوں۔ پرنے لوگ اگر ہوتے
 تو اپنی نفسیات میں سمجھاتے تو وہ لوگ دین کو سنہ
 سمجھتے اس لئے اللہ نے موت کو رکھا تاکہ نئے لوگ
 جب آئیں تو نئے مجدد بھی پیدا ہوں۔ اس زمانے
 کی اصطلاح میں ۱۰ اسی زبان میں ۱۰ اسی ڈھنگ سے
 دین کو پیش کریں اور سمجھیں تو موت اس محاذ سے
 بھی بڑی نعمت ثابت ہوتی ہے کہ وہ ذریعہ ہے

تربیت اور اصلاح کے تغیر اور تعدد کا کارگر مختلف
 الزام سے تربیت خداوندی میں داخل ہو۔

ہر دور کے تقاضوں کے مطابق

علماء وقت اسلام کو پیش کیا

ایک زمانہ تھا کہ رسالت کا غلبہ تھا عوام میں
 سے کوئی اس وقت تک دین کی بات نہیں مانتا تھا
 جب تک کہ سند پر مدد کر کوئی حدیث نہ سنائی
 جائے تو یہ روایت کا دور تھا۔ روایتی طور پر
 دین کو قائم کیا جاتا تھا اس کے بعد عقل پسندی
 کا دور آیا۔ یہ عقائد کا دور تھا۔ کوئی شخص دینی
 مسئلہ کو نہیں مانتا تھا جب تک کہ عقلی پیرائے میں
 نہ سمجھائیں تو ایسے علماء اللہ سے کھٹے گئے۔
 امام رازیؒ، امام غزالیؒ، کو انہی کی زبان میں
 دین سمجھایا۔ ان کو ثابت کیا۔ پھر ایک زمانہ لغت
 پسندی کا آیا جب تک صوفیاء رنگ میں کوئی نہ
 سمجھائے لوگ نہیں سمجھتے تھے تو اللہ نے ایسے
 صوفیائے کرام کو بھیجے کہ ہر مسئلہ کو صوفیانہ
 رنگ میں ڈھالتے کہ لوگ ماننے پر مجبور ہو رہے
 آج حیات کا دور ہے فلسفہ قدیم کا دور ختم ہوا
 جو معنی نظریات کے طور پر فلسفہ تھا۔ اسے حیات
 کا دور ہے، مشاہدات کا دور ہے۔ جب تک
 ایسے علماء نہ ہوں کہ مشاہدات کے انداز میں
 مانتے کے انداز میں حقے شائے سے
 دینے کو نہ سمجھائے لوگ نہیں سمجھیں گے تو اگر
 بڑے ہی لوگ بیٹھے رہتے تو آج کی اصطلاحات
 سے ناواقف ہوتے تو دین نہ سمجھا سکتے اللہ

حاشیہ: خط کشیدہ الفاظ مدارس عربیہ
 کے باغیچہ داران افراد کے لئے مخصوص توجہ سے
 دستی ہیں جو ایک زمانے سے فلسفہ قدیم پڑھا رہے
 ہیں اور ان کو شکوہ ہے کہ لوگ دین سے بڑا کریں
 ہیں؟ کیا اس میں ہمارا پنا تصور ہے کہم ان کی زبان
 میں بات نہیں کرتے یا عوام کا تصور ہے کہ وہ ہماری
 زبان میں سمجھتے؟ مدیر دارالعلوم دیوبند کے الفاظ
 میں تصور دارکون ہے۔

(ازرب ۱۷)

نے انہیں اٹھایا ان کے خلف صالح پیدا کر دیے
 کہ وہ اس دور کے مطابق اسی رنگ میں سمجھائیں
 تو ہر حال موت جیسے فرع اکبر ہے جیسے غلبہ
 مصیبت ہے دے غلبہ ترین نعمت بھی ہے۔
 غلبہ ترین انعام خداوندی بھی ہے تو موت
 کے آئے میں موت ایک پہلو ہی ساغنے نہ رہنا
 چاہیے۔ اس لئے افسوس بالے افسوس کا الجھ
 غمیش کا بھی ایک پہلو ہے کہ یہ غم مومن بھی ہے
 یہ طریقہ ہے راستہ ہے اللہ تعالیٰ کے لئے کا۔
 یہ طریقہ ہے دنیا کی آباد کاری کا یہ طریقہ ہے
 نئے نئے عوم کے پیدا ہونے کا اور نئے نئے مریوں
 کے پیدا ہونے کا۔ اس لئے موت کا ایک پہلو
 نہیں کہ اس سے ڈریں بلکہ موت میں پہلو خوشی
 کا بھی ہے کہ اس کا انتظار بھی کرے اس کی
 تنہا بھی دل میں رکھے۔ تو اس لئے میں نے عرض
 کیا کہ لوگ موت کو ہر وقت وحشتناک سمجھتے ہیں
 حالانکہ وہ وحشت کی چیز نہیں ہے۔ اگر تعلق
 مع اللہ مضبوط ہے تو اس سے بڑھ کر نعمت
 کا کوئی چیز نہیں، اگر اللہ سے غفلت ہے تو بے شک
 موت غلبہ ترین مصیبت بھی ہے۔ اسی واسطے
 وہ کفار کے حق میں مصیبت ہے مومن کے حق میں
 مصیبت نہیں ہے۔

کافر کی مہم تنارتی ہے کہ

زندگی ختم نہ ہونے پائے

اور فرمایا گیا کہ کائنات کرتا ہے کہ زندگی
 بڑھتی ہی ہے
 وَلْتَجِدْ فِيهَا مَثَوًّٰى لِّلنَّاسِ مَلٰٓئِكَةً
 وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرٰکُوا۔ یُؤَدُّ اَقْدُ هُوَ لَوَّلِیْمُ
 اَلْفَ سَنَۃٍ

تم ان کفار کو دیکھو گے کہ صوبے زیادہ ہیں
 میں دنیا کی زندگی پر موت کے نام سے بھی موت
 آتی ہے انہیں۔ اور مشرکین کو اگر ہم ہزار برس کی
 عمر بھی دیدیں تو بھی اسی کی تائید کریں گے کہ
 ایک ہزار برس اور ہو۔ یہ حال اور خاص کفار کا
 ہے اور مومن کا یہ ہے کہ مومن عمر جو جائے تو لگتا
 جاتا ہے کہ اللہ عہدی ملا بھیجے کہ آپ کے مل لیں۔

جہاد آزادی میں دو لاکھ مسلمانوں اور ۵ ہزار حبید علماء کو شہید کیا گیا۔

انجمن اسلامیان لاہور کی جانب سے شیخ العرب و عجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے نر زندہ جلیل جناب حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مدنی مدظلہ کے اعزاز میں ایک استقبال لیر دیا گیا۔ خطیب استقبال لیر ہاشین شیخ تفسیر حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور مدظلہ نے پیش کیا۔ حضرت مولانا اسعد صاحب مدنی کے خطاب کی ریورٹ حاضر خدمت ہے۔

(ادارہ)

میں ملک میں چھے جابیں جہاں بھی دینی کام ہو رہا ہے ان دینی مدارس کے فیض یافتہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیض کو قبول فرمائے۔

ہندوستان کی آزادی کا مسئلہ تمام عالم اسلام کی آزادی کا مسئلہ تھا۔ اس کے بعد حضرت مدنی نے حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ و خیر کو افغانستان بھیجا تاکہ افغان حکمرانوں کو ہندوستان کے مسلمانوں کی امداد پر آمادہ کیا جائے۔ ان دنوں افغان حکومت برطانیہ اور روس دینروں سے اچھے تعلقات قائم کر رہی تھی۔ وہاں افغان حکمرانوں سے ملے پایا کہ اندرون ہندوستان بغاوت کی جائے اور باہر سے ہندوستان پر حملہ ہو۔ اسی دوران حضرت مدنی منورہ تشریف لے گئے اور اورپاشا دینروں سے ملاقات کی ماس دور وہاں بغاوت ہوئی اور شریف حسین برسرِ اقتدار آگیا۔ انگریز کے کہنے پر شریف حسین نے ان کو قید کر دیا۔ جینر (فاہر) میں قید رہے آخر کار کوئی ثبوت نہ ملنے پر انہیں مال میں قید کر دیا جہاں دوسرے ہندوستانی مسلمان بھی تھے۔

"ہندی شیخ" کا خطاب وہیں ملا۔ پانچ سال قید کاٹنے کے بعد رہا ہوئے۔ ہندوستان بھر کے تمام معتقدین ان کے استقبال آئے حضرت مدنی نے مسلمانوں سے باہم مل کر

شہید کیا گیا۔ اتنی بڑی تعداد میں علماء کے شہید کئے جانے کے بعد ایسی مشکل حالت ہو گئی تھی کہ جنازہ پڑھانے اور میراث کا مسئلہ بتانے والا کوئی نہ ملتا تھا۔ ان حالات میں ہمارے ان اکابر نے دبدبہ جہاد کیا اور جنگ لڑی۔ انگریز کا مقابلہ کیا۔ اللہ کے فضل سے یہ اکابر بچ گئے تھے۔ انہوں نے از سر نو قاضی و افتا موزر کئے۔ ہر شخص کو ذمہ داری سونپتے تھے۔ بعد سے تقسیم کئے اور دین و مذہب کے احیاء اور بچا کے لئے چھاؤنیاں یعنی مدارس قائم کئے۔ اور غلامی سے قبل ہندوستان میں بڑے بڑے نواب و جاگیردار باقاعدہ مالیات دیتے تھے۔ ملائیں تھیں، اور ان ملائوں میں قاضی منشی تھے۔ عوام کے لئے دین کی تعلیم اور فوج کا انتظام تھا۔ اسی طرح دین کی تعلیم پھیلی ہوئی تھی۔ مگر انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کے بعد علماء دین و اردو جاگیرداروں اور نوابوں کو ختم کر دیا۔ چند عدا نواب رہ گئے۔ انہوں نے غلامی کی۔ ان کا قبضہ و کعبہ انگریز تھے۔

جہاں سے بچ جانے والے اکابرین نے دینی مدارس قائم کئے اور یہ سلسلہ اللہ نے بڑھا دیا۔ اور اس طرح بڑھا کہ اب جو اسلام کی صورتیں تھیں ہیں ان کا ۹۰ فی صد ان کے طبع ہیں۔ آپ کسی

مکتب آپ حضرات کے اس کرم و عنایت کا جو آپ نے میری ذات کے ساتھ نہیں بلکہ جماعت اور اسلام کی حقیقی روح کے ساتھ فرمایا ہے۔ تہ دل سے شکر گزار ہوں۔

محترم بزرگو ہند میں اللہ نے ایسے نفوس قدسیہ کو پیدا فرمایا جنہوں نے ہر دور میں اسلام کو سر بلند کرنے کے لئے بڑے بڑے کارنامے اور قربانیاں دیں۔

موقوف ہند کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی نے اعلان کیا کہ "ملک خدا کا" حکومت بادشاہ کی، حکم کمپنی بہا در کا۔"

اس اعلان کے فوراً بعد دارالکھربستار پایا اور ملے پایا کہ ملک کو آزاد کرنا فرض ہے۔ پہلا جہاد آزادی سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کے دور میں لڑا گیا۔

دوسرا جہاد آزادی ۱۸۵۷ء میں لڑا گیا۔ اس جہاد میں ہیں لاکھ مسلمانوں نے شرکت کی اور دو لاکھ مسلمان شہید ہوئے۔ دوسرے جہاد آزادی میں انگریز نے ہند پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد انگریز نے اعلان کیا کہ "جو عالم ملے اس کو مار ڈالو۔ اس کو جرم بتلانا ضروری نہیں، جس کے چہرہ پر دھڑھی اور لہیا کرتا دیکھو مار ڈالو۔" اس طرح ۵۵ ہزار علماء کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر

نے کیا کہ کس طرح کام کرنا ہے۔ آزادی کی تحریک کو عدم تشدد پر چلانے کا فیصلہ کیا۔ اسی پلیٹ فارم سے ہندوستان آزاد ہوا۔ پچاس ہزار افراد جیل گئے اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ جمعیت علماء ہند کے اکابر اور علماء کرام کی متاثر ترجمہ ہندوستان کے مسلمانوں پر رہی ہے۔ حضرت نے مسلمانوں کو خدا کے بھروسے پر کام کرنے کو کہا۔ انہوں نے کہا کہ یہ مصائب پہلے جائیں گے۔ وقت آتا ہے چلا جاتا ہے خدا کی زمین ہر جگہ ہے۔ موت بیاں ہے تو دہاں بھی ہے۔ اس زمین کو جب کا پیچہ چپہ خدا کے بندوں کے خون سے سرخ ہے اللہ کے نام سے خالی نہ کرو جے رہو۔

بہر حال خدا کے بندے جیسے قربانیاں دیں۔ حالات درست ہوئے تو دونوں ملکوں میں جاگیر کے معاملے پھنسے ہوئے تھے۔ مسلمان حالات سے متفق ہو گئے اور اپنی جائیدادیں قانونی طریقوں سے فروخت کیں۔

۱۹۳۱ء میں جمعیت علماء ہند نے مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ یہاں مذہب کو آزادی ہوگی۔ تعلیم بھی آزاد ہوگی۔

آئندہ سنوں کو دین پر برقرار رکھنے، دین پہنچانے اور بچوں کو دین سکھانے کے لئے مدرسے بنائیں۔

اس طرح مدرسے بننے شروع ہوئی اور مرکزی سطح پر تعلیمی اور ڈبے

پچاس ہزار کتاب ہندوستان کے چھپتے چھپتے ہیں۔ ۴۰-۵۰ لاکھ بچے پورے ملک میں پڑھ رہے ہیں۔ یہ تعلیمی نظام پورے ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے۔

مکاتیب بڑھتے جا رہے ہیں۔ ہم نے ہندوستان کے دیہات میں ایسے ایسے مدرسے دیکھے ہیں جس میں ایک وقت گیارہ گیارہ اساتذہ پڑھانے والے ہیں۔ اس طریقے پر تمام ہندوستان میں جال پھیلا جا رہا ہے ملک میں چھپتے چھپتے پڑھاروں مدرسے کھلے ہیں۔

جہاں بڑے چلاک وہاں پڑھنے پڑھانے کا

مسئلہ نہیں ہے اور ان کا رسم درواج پرانا ہے وہیں جمعیت علماء ہند سے کام کیا۔

اس طرح انہیں نے مساجد، کنوئیں اور دوسرے اصلاحی کام کئے۔ مشرقی پنجاب میں دس لاکھ مسلمان رہتے ہیں۔ مشرقی پنجاب کی کنوئیں مساجد و مکاتیب میں جمعیت علماء ہند کے منتقل شیعہ حیات ہیں جو دیہات میں جا کر کام کرتے ہیں۔ جمعیت علماء ہند نے مسلمانوں کی ترقی و ترویج کے لئے بہت کام کیا ہے جمعیت علماء ہند نے ہڈنگ کو آپریٹو سوسائٹی قائم کی ہے جو لوگوں کو صنعتی اور رہائشی کاموں کے لئے بلا سود قرضے دیتی ہے۔

اس کے علاوہ صنعتی مسلمانوں کو ترقی کی راہ پر چلانے کے لئے اداسے قائم کئے ہیں اس میں مارکیٹ، کمپیوٹر کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔

حضرتؒ نے مانڈی بادل والوں کو اس کام کا مشورہ دیا تھا۔ اسی مشورے کے مطابق انہوں نے فنڈز وغیرہ قائم کئے۔ پھر میں نے نو سو روپے سے دیوبند میں کام شروع کیا آج یہ رقم ۴۳ لاکھ روپے سے تبادلاً کر رہی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ملک بھر میں تو جگہ فنڈز قائم کئے گئے ہیں جس سے مسلمانوں کو براہ راست فائدہ پہنچ رہا ہے۔ عام مسلمانوں سے اس بارے میں اسد مالگئی ہے کہ جو کچھ بچاؤ اس فنڈ میں جمع کرواؤ۔ اس فنڈ سے مسلمانوں کو سونے پانڈی کی ضمانت دینے پر غیر سودی قرض دیا جاتا ہے۔ یہ تجربہ بہت حد تک کامیاب رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں عنقریب دیوبند میں عام مسلمانوں کی دوروزہ کانفرنس منعقد ہونے والی ہے۔ ہمارا مقصد مسلمانوں میں اسلامی ماحول پیدا کرنے کے لئے ترجمہ قرآن شریعت، حلال، حرام، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قرآن، حدیث کی معلومات کی تعلیم، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی پیکاروں کے سامنے بیان کرنا ہے تاکہ باہم بغض و عناد جو انگریزوں نے پیدا کیا ہے اس کو دور کیا جائے۔

ہندوستانی مسلمان مذہب معاشرت اور تہذیب و تمدن کے بابے میں بہت حد تک ہیں۔ کسی قیمت پر بھی اس کے خلاف کوئی چیز قبول نہیں کریں گے کیونکہ اس کے بغیر ہمارے دینی ماحول کا پتہ نہیں چلتا۔

جہاں سکول و مدارس نہیں ہیں ہم نے گورنمنٹ کی ہے کہ وہاں مدارس قائم ہوں۔ ہائی سکول کالج ایگیکل کالج، ہائی ٹیکنیکل کالج اور دوسرے تعلیمی ادارے فنڈز سے قائم ہوں۔ اس طرح روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے بچوں کو تعلیم سے محرومی نہ ہوگی۔

جمعیت علماء ہند ٹیکنیکل سکولوں کو بارہ ہزار روپیہ کے فنڈ سے دی رہی ہے۔ اسی طرح ۱۰۰ تربیتی مرکز (TRAINING CENTRE) بھی بنائے گئے ہیں تاکہ پبلک سروس کمیشن یا دوسرے اداروں میں انٹرویو۔ ٹیسٹ امتحان دینے سے پہلے وہاں ٹریننگ دی جانے تاکہ زیادہ سے زیادہ مسلمان ملازمتیں حاصل کر سکیں اور ہزاروں امیدواروں میں سے چھنے کرائیں۔

جمعیت علماء ہند نے تعلیم کے علاوہ سماجی اصلاح کے لئے بھی کام کیا ہے۔ تمام برائیاں، فضول خرچی اور رسوم بدعت اور وہ تمام اعمال جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا اور جن کا اسلام سے تقیہ نہیں ختم کرنے اور اصلاح کرنے کیلئے محکمہ برادری و اصلاح کام کیا ہے اس کے لئے ہماری اسلامی بنیاد ہے۔ اس میں علماء، قانون دان، دانشور، شیعہ تمام کشمیریوں اور بعض دھماکے علاوہ برائیوں کو ختم کرنے کے کوشش کر رہا ہے۔

قیمری چیز ہمارے لئے اقتصادی اصلاح ہے۔ اسلامیہ فنڈز کے نام سے اس میں مسلمان اپنا پیسہ رکھا کریں اور اس فنڈ سے مستحق نادار افراد کی مدد اور بے سہار غریب لڑکیوں کی شادیاں ہوں۔

ہماری تمام تر توجہ مسلمانوں کی حالت سدھانے پر ہے۔ ہم مسلمانوں کو صحیح دینے زندگی کی طرف دعوت دے رہے ہیں بعینہ صراط پر

خطبہ استقبالہ

۱۷ جولائی ۱۹۷۸ء بروز پیر، ۵ بجے شام، باغ جناح لاہور میں

جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا السید حسین احمد لدنی قدس ترقہ حضرت مولانا سید محمد اسعد لدنی صدر جمعیت علماء ہند کے اعزاز میں دی گئی دعوت استقبال میں پیش کیا گیا۔

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبد اللہ انور نے پڑھا۔
(ادارہ)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت گرامی حضرت مولانا

سید محمد اسعد صاحب مدنی
مفتی اللہ تعالیٰ بنعمتہ
و دیگر مہمان گرامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

انجمن اسلامیان لاہور کے کارکن آج کے پُرسترت موقع پر جہاں رب کائنات کے حضور سجدہ ریز ہیں وہاں آپ حضرات بالخصوص مہمان ذی وقار کے کبھی محزون ہیں کہ اس خوشی و مسرت کا باعث استنجاب کی تشریف آوری اور ہمدی دعوت کو قبول و نانا ہے۔ جو مہمان گرامی آج ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں انہیں بلاشبہ اسلامیان عالم بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کی شایع عزیز اور ان کے بیدار مغز "دوراندیش اور ببادر قائم و نہما ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرات! برصغیر جو آج ہندوستان پاکستان اور بنگلہ دیش جیسے ممالک پر مشتمل ہے شاندار ماضی اور روایات کا حامل تھا اور ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سب سے پیے برگزیدہ بندے اور نبی سے سیدنا آدم علیہ السلام کا مہبوطا ساسی خطہ میں ہوا، اور پھر سلسلہ نبوت و رسالت کی آخری کڑی یعنی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تشریف لائے تو جن علاقوں اور خطوں کو صحابہ تابعین ہی کے دور میں اس سعادت سے اپنا دامن بھرنے کا موقع ملا ان میں یہ خطہ بھی شامل ہے۔ مصدقہ روایات کے مطابق خلیفہ ثالث دانا و معجز سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں یہاں کی مرزین پر چیم اسلام پہنچا چکی تھی جبکہ دیگر تابعین کے عہد میں یہاں محمد بن مسلم علیہ الرحمۃ کی قیادت میں ارباب غیرت و عزیمت نے یہاں کے طویل حصہ پر پرچم اسلام لہرایا۔ اس وقت سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے غاصبہ قبضہ تک یہ خطہ مسلم حکمرانوں کے تقریباً زیر نگین رہا جنہوں نے اپنی تائید و دلدادگی کے باوجود وہ کارہائے نمایاں انجام دیئے جو تاریخ کا عظیم سرمایہ ہیں۔

اس کے علاوہ حضرات موفیاء کرام اور طاہر عظام نے ہر دور میں یہاں شجر اسلام کسے آبیاری کا ذریعہ سر انجام دیا اور دائیہ ہے کہ آج اس پرے خطہ میں ہمیں کرٹھ کے قریب کلمہ گو مسلمانوں کا وجود ان ہی اہل اللہ و اہل اللہ مصلحین امت کی ہر گز مہم کا مہم بن منت ہے۔

یہ خطہ جہاں اپنے دامن میں بے پناہ حویاں رکھتا ہے وہاں اکثر و بیشتر اس میں مختلف النوع فتنے بھی جنم لیتے رہے ہیں جن

میں سے بعض تو ایسے تھے جن کی شدت سے ملت کا وجود تک متزلزل ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا لیکن پاکبازان ملت کی وہ جماعت جس کی جگر حضور رحمت دو عالم، ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہمیشہ آگے بڑھ کر ان فتنوں کا مقابلہ کیا اور ان کی محنت و کوشش کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت لغیب و فرا کر ملت کو ان سے محفوظ رکھا۔

ان "پاکبازان امت" میں سے پہلی مؤثر ترین شخصیت حضرت الامام "الشیخ محمد الف ثانی قدس سرہ کی ہے جو اس خطہ میں آنے والے پہلے مجدد ہیں بلکہ "الف ثانی کے مجدد" آپ کے دور کا وہ فکری فتنہ جسے دین الہی کا نام دیا جاتا ہے اپنے اثرات کے اعتبار سے اتنا شدید تھا کہ اگر حضرت مجدد قدس سرہ کا سونہرے دروں اور ان کی محنت شاکر نہ ہوتی تو ملت خطہ ناگ ترین صورت حال کا شکار ہو جاتی۔ آپ نے جہاں سلطنت مغلیہ کی چڑھی سے اتنی ہونی گاڑی کہ دوبارہ لائن پر لا کھڑا کیا وہاں آپ نے اپنے مکتوبات میں "کافرازم" کی اصطلاح استعمال کر کے فرنگی سامراجیوں کی مسلم دشمنی اور ملت کش و مذہب پرستہ گردیا۔ آپ کے بعد عروس البلاد دہلی

کا وہ خاندان سامنے آیا جس کے سربراہ حکیم الامت حضرت الامام الشاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ تھے یہ خاندان جسے ماضی قریب کے نامور ترین مصنف حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندی رحمہ اللہ تعالیٰ شانہ دہلی کے نام سے یاد کرتے ہیں نے فکری اور عملی محاذ پر ملت کی وہ خدمت سر انجام دی جو تاریخ ہند کا روشن ترین باب ہے۔

حضرت حکیم ملت نے قرآن عزیز کے ترجمہ و تفسیر کی ملکی زبانوں میں داغ بیل ڈالنے کے ساتھ ساتھ فکری اصلاح کے لئے وہ شاندار لکچرر مہیا کی جو آج چار دانگ عالم کے اہل فکر و نظر کے بیان عظیم سرمایہ تصور کیا جاتا ہے۔ آپ نے اس کے ساتھ ہی احمد شاہ ابدلی اور نواب نجیب الدولہ کو صورت حال کی نزاکت کی طرف توجہ دلا کر انہیں ہندوستان میں مراٹھا ناولی استبداد پر قوتوں کو سرکھینے پر آمادہ کیا۔

اور آپ کے بعد آپ کے صاحبزادہ گرامی مرتبت حضرت شاہ عبد العزیز علیہ رحمۃ نے ہندوستان کو "دار الحرب" قرار دے کر عہد جدید سے مقدس اسلامی فریضہ کا احیاء کیا جس کا ایک باب حضرت الامیر السید احمد شہید بریلوی قدس سرہ کی قیادت میں بالاکوٹ کے مقام پر اختتام پذیر ہوا، ان سرفروشان اسٹیفن طویل سفر اختیار کر کے پوری ملت میں "درج جہاد" پیدا کر دی اور ایسی کہ فرزند زمان ملت ہمیشہ خوشی سرکھانے کے لئے کسے میدان بڑھنے لگے۔

ان غازیان اسلام اور مجاہدین امت کی بے لوث اور غلغلہ خدمت ایک ایسی شمع روشن کر گئی جس سے ملت آج تک روشنی حاصل کر رہی ہے۔ یہ چنگاری ساکنہ بالاکوٹ کے چند سال بعد "شعلہ جوالہ" بن کر بھڑکی اس کے بھڑکانے کا سرا میرٹھ چھاؤنی کے ان فرجیوں کے سرمٹا جنہوں نے اپنے دین و دھرم کے تحفظ کے لئے انگریزی جبر کو سکھارا، گو کہ ان کے جسموں کے پرچے اڑا دیئے گئے لیکن وہ شعلہ اب کو ایک ایسا سال قرار دے گئے جو آج بھی تاریخِ حقیت استعمار میں وطن کا روشن عنوان ہے۔ اس مرحلہ پر شاعری و تھانہ بھون کے ان نفوس قدسیہ

کو خراجِ عقیدت پیش کرنا بھی مزدوری ہے جنہوں نے حاجی امداد اللہ ماجا سکی قدس سرہ کی قیادت میں نئے نئے ہونے کے باوجود انگریز کی توپوں کے نہ صرف منہ موڑ دیئے بلکہ اس سے اس کا اسلحہ بھی چھین لیا۔ اس جنگ کے ہیرو حجۃ الاسلام "ناؤتوی"، فقیرِ عصر مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (جو بعد کے تمام مجاہد علماء کے اساتذہ شیخ و رفقاء ہیں) اور حضرت حافظ ضامن شہید ہیں۔ لیکن آہ ہماری بدقسمتی کہ ہر مرحلہ پر ایسے افراد کی سپاہِ محنتی دیکھیں میری نے حالات کا رخ پلٹ دیا۔ اور ہماری خلائی کا دھڑیل زہر تو چلا گیا۔ لیکن اللہ کی کرپاؤں رحمتیں نازل ہوں ان نفوس قدسیہ پر جنہوں نے عظمتِ رفتہ کی واپسی کے لئے ہر نوع کی قربانی دی اور اپنی جدِ جد کا رخ موڑ کر اسلامی علوم و فنون اور عقائد و نظریات کے تحفظ کے لئے مدارس اسلامیہ کا جال بچھا دیا جس کی پہلی کڑی مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند۔ حضرت قاسم العلوم و انجیئر مولانا محمد قاسم ناؤتوی قدس سرہ جن کے متعلق حضرت پیر سہری شاہ صاحب مرحوم گواہی دیتے تھے کہ وہ "حضرت حق کی مصطفیٰ م کے مظہر اقم تھے" نے اپنے رفقاء سمیت اس محاذ پر کام شروع کیا، اس سے جہاں علوم و تہذیب اسلامی کا مقصد پورا ہوا وہاں حضرت ناؤتوی سرگے شاگرد رشید حضرت شیخ الحدیث مولانا محمود حسن رحمہ اللہ کے بقول وہ مقصد بھی پورا ہوا جو ان اداروں کی اصل روح تھی یعنی "جہادِ علماء" کی تیاری تاکہ فرنگی سامراج اور اس کے فکری سبیلہ کی روک تھام کی جاسکے اور ایسی طویل جنگ لڑی جاسکے جو اس کے اقتدار کے خاتمہ پر منتج ہو۔ یہ مشن و مقصد انہی "مجاہد علماء" کے ہمیشہ پیش نظر رہا اور مجھے یہ کہنے میں قطعاً پاک نہیں کہ جس طرح ماضی بعید میں حکیم الامت حضرت الامام الشاہ ولی اللہ دہلویؒ کی روح ملی و ملی ہر تحریک میں اصل محرک تھی اسی طرح ماضی قریب کی ہر تحریک میں حکیم دہلوی کی روحانی اولاد یعنی ان مجاہد علماء کا جذبہ عمل کارفرما تھا۔

اس دعویٰ کی دلیل کے طور پر تحریکِ شیرومال اور تحریکِ خلافت مجسبی عظیم تحریک پیش کی جاسکتی ہیں۔ اول الذکر تحریک جو ہندوستان سے باہر حرمین شریفین، ترکی اور کابل و افغانستان تک پھیلی ہوئی تھی ایک طوائفِ مکتبی کی سیاسی بصیرت و دوراندیشی کی مرہونِ منت تھی اور امامِ انقلاب مولانا عبد اللہ شہیدؒ اور مولانا منصور انصاریؒ جیسے لوگ اس کے ماحولی ناسندہ تھے جبکہ تحریکِ خلافت اندر ملک وہ ہمہ گیر تحریک تھی جس کو برادرانِ وطن کا بھی تعاون حاصل تھا لیکن اس میں بھی مرکز سے حیثیت حضرت شیخ الحدیث کی تھی کیونکہ مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا شوکت علیؒ حکیم اہل خانہؒ اور ڈاکٹر انصاری جیسے لوگ حضرت سے باقاعدہ متعلق اور انہیں اپنا مقصد مانتے تھے اور مالٹا سے واپسی پر آپ کو "شیخ الحدیث" کا خطاب سلم و غیر مسلم برادرانِ وطن نے مل کر دیا۔ شیخ الحدیث کا جو مقام تھا اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ مولانا محمد علی جوہرؒ نے اپنے آخری سفرِ یورپ کے لئے جاتے جاتے مالٹا میں اتر کر باقاعدہ اس کمرہ کی زیارت کی جس میں حضرت شیخ الحدیث کے ایامِ اسیری گذرے تھے۔ (بحوالہ ڈاکٹر نوری محمد علی)

مرتبہ مولانا عبد اللہ جبار آبادیؒ اس کے ساتھ ہیں اس بات کا اظہار کرنا مزدوری ہے کہ خاتقاہ گنگوہہ کی ایک اور شاخ جس کے سرخیل حضرت الشاہ عبدالرحیم رائیوؒ تھے بھی اس تحریک و پروگرام میں برابر کے شریک تھے بلکہ حضرت شیخ الحدیث کی گرفتاری کے بعد حوزہ ان کے حکم و ارشاد سے حضرت رائے پوریؒ ہی تحریک کی مرکزی شخصیت تھے اور آپ کے بعد آپ کے خلیفہ و جانشین حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ تادم واپس ہر طرح شریک و معاون رہے بلکہ انہیں بھی اپنے مرشد عظیم المرتبت کی طرح مقتدا یا نہ حیثیت حاصل تھی۔ حضرت شیخ الحدیث کی زندگی میں ہی تمام اہل دانش و دینش اور باکھنوں علماء کی قوت کو مجتمع کرنے کے لئے "مجلیۃ علماء ہند کا

قیام معرض وجود میں آچکا تھا جس میں حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ، مفتی اعظم مولانا مفتی محمد کفایت اللہؒ، مولانا عبد الباقی زرنگی محلؒ، مولانا ابوالحسن مسیحیاد جیسے نابغہ اور عبقری لوگ شامل تھے جبکہ بعد کے ادوار میں مجاہد ملت حضرت مولانا حافظ الرحمن سیوہارویؒ، سہجان اللہ مولانا احمد سعید دہلویؒ، مولانا عبدالحلیم صدیقیؒ اور مولانا سید محمد میاں درویشیؒ جیسے حضرات اس جماعت کے دل و دماغ تصور کئے جاتے ہیں اور آج ہمارے عزیز ترین مہمان صاحبزادہ الشیخ محمد اسعد مدنی اس کے صدر ہیں۔ منع اللہ المساین بقاء۔

اس مجاہد جماعت کا ایک ایک فرد اپنی جگہ ایک بہن اور ادارہ کی حیثیت رکھتا ہے لیکن جو مرکزیت و جامعیت حضرت شیخ الاسلام و اسلمین مولانا الشیخ حسین احمد مدنیؒ کو نصیب ہوئی وہ انہی کا حصہ ہے۔

ایک عظیم المرتبت خاندان کا فرزند عزیز جسے اللہ رب العزت نے ابتدا ہی میں بارگاہ محمدیؐ رشیدی میں پہنچا دیا اور پھر جلد ہی اسے اپنے پورے خاندان سمیت حرمین کی مطہرینہ فضاؤں میں پہنچا دیا جہلا میں شیخوں کی بھرپور جوانی کا طویل حصہ مدینہ طیبہ زادہ اللہ شرفاً میں گزرا ہو پھر وہ بھی حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تدریس میں، اس کی شہمت و محضر کا کیا محکمہ نہ؟

یہی شیخ مدنی تھے جنہوں نے ہندوستان واپس آنے کے بعد اپنے بزرگوں کے قائلہ کی حدیث خوانی کا قریضہ سراپا بنام دیا اور ایسا کہ اگرچہ سطوت کو ملا دیا۔ کون ہے جو اس حقیقت کا انکار کرے کہ انگریزی فوج میں بھرتی کے خلاف فتویٰ کی پاداش میں ایک طرف امام اللہ حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ اپنا "قول فیصل" کے عنوان سے شالی بیان عدالت میں پیش کر رہے تھے تو دوسری طرف بھی "مجاہد مدنی" "کراچی کے خانی دینا ہال میں انگریز راج کو لٹکا رہا تھا۔ اس بندہ خدا نے ایسا لٹکا کر مولانا محمد علی جوہرؒ جیسے مردِ جبر نے قاتل ہو کر آپ کے پاؤں چوم لے

اور جہاں اللہ و مرجا کی آواز سے احاطہ عدالت گونج اٹھا۔

شیخ الاسلام مدنی قدس سرہ کی بے لوث اور مخلصانہ خدمات کے انہار و دیلن کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ یہی غرض انہیں ایک موقع پر مسلم لیگ میں کشاں کشاں لے گیا۔

آپ نے بقول چودھری ضیق الزمان اپنی مساعی جلیلہ سے (عوام کو مسلم لیگ سے متعارف کرا کر) اس کے تیس سالہ تن بے جان میں جان ڈال دی۔

(مکتوبات شیخ الاسلام عبد اللہ ص۔ ۳۶۰ و ۳۶۱)

(بحوالہ مکتوب چودھری ضیق الزمان)

حصول آزادی کے وقت مسلمانوں کے لئے یقیناً آپ کا پسندیدہ فارمولہ دوسری قسم کا پاکستان تھا یہ پاکستان نہ تھا لیکن یہ۔ پی کے انکیشن میں کامیابی کے بعد ارباب لیگ کے مقاصد سے انحراف نے آپ کو دل برداشتہ کر دیا اور آپ کی جماعت نے تم و اندوہ کے عالم میں اس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ تاہم آپ نے اس کم گزندگی کا سامنا بھی نہیں بنایا بلکہ نئے حوصلہ و عزم کے ساتھ سفر شروع کر دیا اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک کہ انگریز بیاں سے چلا نہ گیا۔

لیکن یہ ایک واضح اور محسوس حقیقت ہے اور بے لوث ادبیا کی نفس و نیت کی شہادت ہے کہ قیام پاکستان کے بعد آپ نے پاکستان میں موجود اپنے بے شمار تلامذہ و مقدم اند عقیدت مندوں کو اس نئے ملک کے استحکام کے لئے کام کرنے کی ہر موقع پر تعین کی۔ اس کو مسلمانوں کی مقدس سرزمین فرمایا۔

(المجتبى شیخ الاسلام فرسٹ کالم ۱، جلد ۳۳)

اور اس کا عملی ثبوت ان ہزاروں علماء و علماء کے کردار و طرز عمل سے مل سکتا ہے جو سقوطِ ڈھاکہ سے قبل درہ خیبر سے چٹاگانگ کی پٹریوں تک اور اب پشاور سے کراچی تک پھیلے ہوئے ہیں کہ ان کا جذبہ حب الوطنی

ہر شک و شبہ سے بالا ہے۔ آپ کی ذات اندس سے متعلق آپ کے معاصرین نے جس قسم کی آراء کا اظہار کیا وہ آپ کی عظمت شائستہ کا واضح ثبوت ہے۔ نامناسب نہ ہوگا کہ اسلامیاں پاکستان کے عظیم دینی و سیاسی رہنما اور صاحب کشف و کرامت بزرگ حضرت مولانا احمد علی لاہوری قدس سرہ کی رائے پیش کر دی جائے۔ آپ فرماتے تھے کہ

"خدا نے مجھے بار بار زیارت حرمین کی توفیق بخشی اور دنیا بھر کے اہل دل و صلاح سے ملنے، باطن پر نظر ڈالنے کا موقع بخشا، لیکن حضرت مدنیؒ میں جو جامعیت تھی اس کا مقام ہر کسی سے ارفع و اعلیٰ تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں یہ عقیدت سے نہیں کہ رہا ہوں بلکہ علی وجہ البصیرت کہتا ہوں جس کو سب مہمان عزیز کی خاطر آج ہمہ جمل جمع ہوئے ہیں اسے انہی شیخ الاسلام کے فرزند و جانشین ہونے کا شرف حاصل ہے اور یہ بات قطعاً بلا مبالغہ ہے اور مقام شکر بھی کہ وہ شجاعت و ہمت سخاوت و دیانت میں "اولد سر لایہ" کا حقیقی مصداق ہیں۔ انہوں نے آج کے ہندوستان میں ہمیشہ ہی اور بالخصوص مجاہد ملت مولانا حافظ الرحمن اور امام المؤمنین مولانا سید محمد میاں صاحب کے بعد جس جرأت سے خونی اور دلیری سے "مسلم گارڈ" کے لئے کام کیا وہ ان ہی کا حصہ ہے اور ہونا بھی یوں ہی چاہیے کہ آخر ان کی نسبت برصغیر کے اس قافلہ سے ہے جو ہزار محافل و محفلوں کے باوجود اپنے غرض سے آج بھی زندہ و تابندہ ہے اور اپنے مخالفین کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ سکتا ہے کہ "مرا دشمن کسی نہیں بن سکتا"۔

موتوں کے شائستہ یہ تھا کہ

مٹانے میں اس کے ہٹ جاسے

کہ یہ نقش مسجد ہے قشق نہیں؟

اسلاف کرام کے بعد ہمان گرامی مرتبت نے مختلف علاقوں میں رونا ہونے والے فسادات میں بارہا بین حالات جنگ میں جس بے خونی کا مظاہرہ کیا وہ مولانا ہی کا حصہ ہے۔ ایک موقع پر جہاں مسلمانوں کی لاشوں سے کنویں پاٹ دیئے گئے تھے عین اسی حالت میں تشریف لے گئے اور منع کرنے والوں سے یہ جملہ فرمایا کہ "اسعد کا سران مسلمانوں کے سر سے زیادہ قیمتی نہیں ہے" اس پر سے واقعہ کو برصغیر کے تعلیم عربی شاہ مولانا عبد المنان صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک طویل تنقید میں نظم فرمایا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج مسلمانوں کے حوصلے وہاں بلند ہو چکے ہیں اور وہ کسی کو یہ اجازت نہیں دیتے کہ کوئی انہیں ترزا لہ سمجھے۔ میسائیت کی یلغار کا فتنہ آج بھی اس دھرتی پر موجود ہے لیکن ان حضرات کی پیغمبر کشیش، ہزاروں شبینہ مکاتب جن میں حضرت مولانا سید محمد میاں کامرتہ نصاب پڑھا رہا ہے اس فتنہ کے دفاع کا موثر ذریعہ ہیں۔ صدارت کے سیاسی و اقتصادی مسائل کا حل اسلام کی روشنی میں کیپیٹلزم، کمیونزم اور سوشلزم سے زیادہ نفع مند ثابت کیا۔ اس موضوع پر نشرو اشاعت اور ملایا بلا سودی کو آپریٹو بیک کھولے۔ مسلمانان ہند کی فلاح و سلامتی مذہب کے لئے کوئی دقیقہ فروگذار نہیں کیا جس کا یہ نتیجہ ہے کہ وہاں کے بارہ کروڑ مسلمان، ان کے مدارس اور ان کی مساجد آباد ہیں اور وہاں کے مسلمان ہندو متذیب و مذہن سے دوسرا اپنی سابقہ روایات پر بدستور قائم ہیں۔

۱۸ اگست ۱۹۴۷ء کو پیغامِ حیدر میں فرمایا تھا۔ یہ فرض ہمارا تھا کہ ہم مملکت پاکستان کے قدر کرتے، اسے مضبوط و مستحکم بناتے اور وہاں کے مسلمانوں کی خبر گیری کرتے۔ بیعت بھیجے، غریب مسلمانوں کی مدد کرتے، تعلیمے ادا دین کے مصارف برداشت کرتے اور قائم و دائم کی بات پوری کر دکھاتے۔ انہوں نے ۱۸ اگست ۱۹۴۷ء کو پیغامِ حیدر میں فرمایا تھا۔

ہمارے وہ بھائی جو ہندوستان میں اقلیت میں ہیں ہم نے ان کو ترش کر سکتے ہیں نہ ان کی طرف سے لاپرواہ ہو سکتے ہیں۔ ہماری دلی ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں۔ ان کی امانت و ہمسری کے لئے ہم بڑی سے بڑی کوشش کو بھی زیادہ نہیں سمجھیں گے کیونکہ مجھے اس کا احساس ہے کہ اس برصغیر میں مسلم اقلیتی صوبے ہی تھے جنہوں نے ہمارے محبوب نصب العین پاکستان کے لئے سب سے پہلے پیش قدمی کی اور اس کے جھنڈے کو سر بلند کیا۔

(خطبات قائد اعظم رئیس المدحوی مقبول اکیڈمی لاہور ص ۵۸۲)

لیکن ہم نے اس نعمت عظمیٰ کی قدر نہیں کی حتیٰ کہ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے گزیرہ نظام سے کنارہ کشی، اور تعلیمات اسلام جیسی بلند تعلیمات سے روگردانی اور غفلتوں کی سزا کے سختی ہو کر قتلے رسوائی ہوئے۔ اس کے ساتھ ہی بیرونی دنیا میں اسلام کے پیغامِ رحمت کے لئے ان کے طویل اسفار اگلے دور کے ان مجاہدین و خادمانِ علم و اسلام کی یاد دلاتے ہیں جن کی زندگیاں گھوڑوں اور اونٹوں کی پیٹھ پر گزر گئیں۔

ہماری خوشنویوں کی کوئی انتہا نہیں کہ برصغیر کے مجاہد علماء کا سچا جانشین ادارہ باب عزیمت کے قافلہ کا سالانہ آج ہمارے اندر موجود ہے۔ ہم ممنون ہیں رابطہ عالم اسلامی کے جس کی کوشش سے کراچی میں پیشانی اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی اور اس کے صدقہ ہمارے عزیز مہمان سمیت دنیا بھر کے اہل علم و صلاح ہیل تشریف لائے اور ہم ممنون ہیں اپنی حکومت کے جس نے کراچی کے علاوہ دوسرے مقامات کی اجازت دے کر جہاں ہمان گرامی سے مستفید ہونے کا موقع دیا۔ ہمان ذی وقار

کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتے ہوئے آخر میں عرض کروں گا کہ

بیاساتی نوئے مرغزار از شاخسار آمد
بہار آمد، انگار آمد، نگار آمد، قرار آمد
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

منجانب:- انجمن اسلامیان لاہور

بقیہ: حضرت اسعد مدنی کا خطاب

مجھے خوشی ہے کہ آپ کے ملک کے لوگ پاکستان میں اسلامی نظام کی طرف گامزن ہیں۔ پاکستان کے چیف مارشل لار ایڈمنسٹریٹر بھی چاہتے ہیں کہ ملک میں اسلام آئے اور اس کے لئے کام بھی کر رہے ہیں۔ اللہ برکت دے اور ماحول دینی بن جائے۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کی اس عنایت و محبت کا شکریہ ادا ہوں۔

(آخر میں حضرت مولانا اسعد مدنی نے دعا بھی دوائی اور یوں یہ استقبال اختتام کو پہنچا)۔

بقیہ: قاری طیب صاحب کا خطاب

آبا اگل برکت ہے قصہ۔ قنوت سے فقط قنوت رہنا اگھرتے رہنا غفلت کی علامت ہے اور یہ غفلت (عن الحق) کو کا سر ہے۔ اللہ بچائے ہر ایک کو۔ اور حق تعالیٰ سے موت کی تمنا کرنا، یہ بدکاری اور تقویٰ مع اللہ کی علامت ہے۔

علماء و طلباء کے لئے خوشخبری

درج ذیل دو کتابیں تیار ہو کر مارکیٹ میں آچکی ہیں۔

۱۔ عالمگیری بعد قاضی خان ہوازیہ

اعلیٰ کاغذ اعلیٰ جلد ہدیہ - ۴۵۰/-

۲۔ توضیح ترویج کلاں

درد کاغذ ہدیہ جلد - ۸۵/-

سید کاغذ طبعی روڈ، کوئٹہ

نائب امیر مرکزی جمعیت حضرت مولانا محمد شریف صاحب وٹو کو عصر نے

مدرسہ تحفین القرآن فتح العلوم کے

سیرت النبی صلعم کے جلسے

مولانا شفیع الرحمن دہلوی کا خطاب

شہداد پور۔ گذشتہ دنوں مدرسہ تحفین القرآن فتح العلوم کا سالانہ جلسہ زیر صدارت حاجی سراج الدین منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز قاری محمد اسلم نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ مولانا شفیع الرحمن دہلوی نے خلیفہ اول کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق کی زندگی اسلام کے لئے وقت تھی۔ آپ کی سیرت و کردار میں ایک سچے محب رسول کی تابندگی نمایاں تھی۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا اور لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو حضرت ابو بکر نے اس کو حق کی آواز کو کر بلا لال اسلام قبول کر لیا۔ حضرت ابو بکر نے تمام عمر اسلام کے لئے نبوت مانی قربانیاں دیں۔ ہجرت کے وقت بھی انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رفاقت کا پراپورا حق ادا کیا۔ خلیفہ اول کی عظمت خود اس چیز سے عیاں ہے کہ قرآن کریم میں بھی حضرت ابو بکر صدیق کی صداقت و معاصیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا ذکر موجود ہے۔ جن لوگوں کو خلیفہ اول کے بارے میں شکوک یا غلط فہمیاں ہوں انہیں چاہیے کہ وہ سیرت ابو بکر صدیق کا مطالعہ کریں تمام غلط فہمیاں دُور ہو جائیں گی۔ مولانا قاری عطاء اللہ صاحب معذاری بانی

کارکنوں کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ مجھے آپ سب حضرات سے مل کر بہت زیادہ مسرت ہوئی اور دراصل میری فکر کا مقصد بھی آپ حضرات کی زیارت اور ملاقات تھا۔ جمعیت علماء اسلام کوڑ پکا کے ناظم انشariat محمد شریف نعمانی نے مقامی جماعت کی طرف سے مولانا محترم کا شکریہ ادا کیا اور قدم رنجہ فرمانے اور کارکنوں سے ملاقات کرنے پر اظہار مسرت کیا۔

اس کے بعد جمعیت علماء اسلام کوڑ پکا کے امیر جناب جمیع حبیب احمد صاحب صدر حق کے مکان پر حضرت نائب امیر مرکزیہ مظلہ کی صدارت میں مجلس عاملہ جمعیت علماء اسلام کوڑ پکا کا اجلاس ہوا۔ جمعیت علماء اسلام کے ناظم محمد شریف نعمانی نے مقامی تنظیمی معاملات پر روشنی ڈال اور نائب امیر مرکزیہ مظلہ کو تمام شکوک و گشاش گزاری کے۔ آپ نے تنظیمی معاملات کو سمجھانے کا وعدہ کیا اور فرمایا کہ وہ جلد ہی کوڑ پکا کا دوبارہ دورہ کریں گے اور مقامی تنظیمی مسائل کو حل کرانے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے مجلس عاملہ کے اراکین کو تعین کی کہ وہ جماعتی پروگرام سے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ روشناس کرائیں اور اپنی ذمہ داری محسوس کریں۔ آخر میں آپ نے جماعت کی ترقی اور اتحاد و اتفاق کے لئے دعا فرمائی اور کارکنوں کا ایک بار پھر شکریہ ادا کیا۔

گذشتہ دنوں جمعیت علماء اسلام کل پاکستان کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد شریف صاحب وٹو مظلہ کی کوڑ پکا میں تشریف آوری کے موقع پر جمعیت علماء اسلام کوڑ پکا نے شاہی جامع مسجد میں معرانہ دیا۔ جس میں جمعیت کے کارکنوں کی بھاری تعداد نے شرکت کی۔ حضرت مولانا مظلہ نے اس موقع پر کارکنوں کے مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔ انہوں نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ کارکنوں کی شکایت بجا ہے کہ ہمارے مرکز کا اپنی شاخوں سے رابطہ جیسا کہ ہونا چاہیے نہیں ہوتا اس کی جڑی وجہ جو زیادہ تر انقطاع رابطہ کا سبب ہے وہ ہے سرمایہ کی کمی اور وسائل کی قلت۔ آپ کو معلوم ہے کہ دو سال کی قلت کی وجہ سے آج تک ہمارا کوئی مستقل اخبار ہے اور نہ پریس، اگر آپ کو پریس پر ہرگز غور نہیں انداز حاصل کریں گا شکریہ ہوں کیونکہ آپ کا کام اچھا ہے دوسری جماعتوں سے کم نہیں۔ یہ دینی مدارس۔ یہ تحفظ ختم نبوت اور تنظیم اہل سنت اور تبلیغی جماعت تحفظ حقوق اہلسنت سب آپ کا کام ہے۔ ان تنظیموں کے کارکنوں نے نمایاں کو آپ کسی اور کام نہ سمجھیں بلکہ آپ کے کام کے مختلف شعبہ جات ہیں اور ہر سال جماعت کے پاس سرمایہ کی کمی۔ وجہ بھی یہی ہے کہ ہمارا سرمایہ مختلف خدمات پر تقسیم ہو کر مختلف محاذوں پر صرف ہوتا ہے۔ لہذا آپ کو خط کا شکریہ ادا کرنا چاہیے اور کام کو مزید بڑھانا چاہیے۔ انہوں نے شرکائے اہلکس

نظام خلافت راشدہ کے نفاذ سے ہی موجود مسائل حل کئے جاسکتے ہیں

مولانا قاضی مظہر حسین

حکوال: بانی تحریک حذام اہل سنت پاکستان مولانا قاضی مظہر حسین صاحب خلیفہ مجاز شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے سنی کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک کو درپیش مسائل صرف اسلامی قوانین کے نفاذ سے حل کئے جاسکتے ہیں۔ انہوں نے کہا

کہ اگر حکومت کتاب و سنت پر مبنی صحیح اسلامی نظام قائم کرنا چاہتی ہے تو پھر یہ نہ دیکھے کہ کون کیا کرتا ہے اور کون کیا چاہتا ہے بلکہ محض رضائے الہی کے حصول اور پاکستان کی فلاح کے لئے رب قدیر پر بھروسہ کرتے ہوئے بلا خوف و تردد لام کتاب و سنت پر مبنی اسلامی نظام حکومت کے قیام کے لئے خلفائے راشدین کی پیروی کرے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کا نام تو سب جانتے ہیں ضرورت اس کی ہے کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جامعہ رسول صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیروی کی جائے۔ انہوں نے کہا نظام اسلام نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نافذ کیا تو اس وقت اس نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے والے عامل اور کارندے کون تھے۔ وہ صحابہ کرام ہی تھے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کو عملہ نافذ کیا۔ اب نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی صورت میں نافذ ہو سکتا ہے کہ نظام

خلفائے راشدین کی پیروی میں نظام اسلام کے قوانین نافذ کئے جائیں۔ انہوں نے کہا چنانچہ بادشاہ غازی کے زمانے کا سکہ دکھاتے ہوئے کہا کہ ایک وزیر تھا کہ آج سے پانچ سو سال قبل دنیا دار بادشاہ بھی اپنے سرکاری ہتھیار کے میں چاریاؒ ابو بکر صدیقؓ اور عثمانؓ عثمان ذی النورینؓ اور علی مرتضیٰؓ کا نام کندہ کر کر ان کی شہنشاہت کو منواتے تھے اور ایک آج یہ زمانہ کہ سنی علوم بھی حق چاریاؒ نے سے مشروط ہیں۔

انہوں نے شاہجہاں بادشاہ کا جو سکہ دکھایا اس کے اوپر درمیان میں کلمہ اسلام اور چاروں طرف چاروں پر چاریاؒ کے نام تحریر تھے۔ انہوں نے شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب صاحب کی کتاب "کلیات امدادیہ" سے حضرت حاجی صاحب کے اسفار بھی سنائے جن میں حضرت نے اپنے اشعار میں چاریاؒ کے الفاظ لکھے ہیں۔ اشعار یہ ہیں۔

چاریاؒ ان کے ہیں چاروں رخ صفت ساری امت پر وہ لکھتے ہیں سبق ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و علیؓ دوست پیغمبر کے اور حق کے دلی زیب ایران شریعت ہیں یہ چارہ رونق باغ طریقت ہیں یہ چارہ قلعہ دی کی ہیں یہ دیوار چارہ ملت حق کی ہیں یہ انہار چارہ ہیں طریق حق کے چاروں رہنوں ہیں یہ ایوان خلافت کے ستون جتنے ہیں اصحاب چھینبر تمام ہے ہر ایک جسم ہدایت والسلام حضرت قاضی صاحب "حق چاریاؒ کانفرنس"

ادارہ علوم اسلامیہ دہلی نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہمارا ایمان ہے کہ جس ملک میں قرآن کا قانون نافذ ہوگا وہاں عذاب الہی نہیں آئے گا بنا ہی نہیں آئے گی۔ منگانی معاشی پریشانی ہرگز نہیں رہے گی۔

مولانا عبد الرؤف سندھی اور مولانا عبد العزیز صاحب یزدانی خلیفہ جامع مسجد محراب پورے بھی خطاب کیا۔ مرکزی جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت حافظ القرآن و محدث مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی سبق (کوٹہ) میں موسم کی حجابی اور سیلاب کے گھیراؤ میں اپنے کی وجہ سے جلسہ میں شمولیت نہیں دیا سکے۔

کے آخری اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے۔ انہوں نے حضرت حاجی امداد علی مکیؒ کے یہ اشعار سنائے کہ کما کہ آج جو ہم خلافت راشدہ حق چاریاؒ پر زور دے رہے ہیں یہ تعلیم ہمیں اکابر و بزرگ ہی نے دی تھی۔ ہم تو صرف یاد دلا رہے ہیں۔ بات وہی ہے جو اکابر نے سمجھائی ہے۔ چنانچہ نے کہا کہ ایک زندہ تھا کہ تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد کے الفاظ سے محسوس میں کوئی شعور نہیں لگایا جاتا تھا لیکن جب مرزا قادیانی نے عبث نبوت کا پرچار شروع کیا تو اس نعرے کی ضرورت پیش آئی اور آج ہم یہ نعرہ لگاتے ہیں۔ اسی طرح اب جبکہ تین یا دوں کی خلافت کا حکم کھلا انکار ہو رہا ہے تو اس لئے خلافت راشدہ حق چاریاؒ کا نعرہ لگایا جاتا ہے تاکہ چاروں نے خلفاء کی خلافت کی حقانیت کا اعلان کر کے اپنے ایمان کو تازہ کیا جائے اور مخالفوں کے حمل اعلان کا جواب دیا جائے۔ اس لئے حق چاریاؒ کہنے سے شرفا نہیں۔ جب یہ چاروں حق ہیں تو پھر حق چاریاؒ کہنے سے کس شرماتے کیوں ہوں۔ جبکہ شیخ المشائخ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکی درمیں اپنے اشعار میں چاریاؒ لکھ رہے ہیں لیکن آج سنی حق چاریاؒ کہنے سے شرفا نہیں۔

انہار مغریت

جمعیت علماء اسلام تحصیل لودھراں و کمرڈ پکا کے سالار حجاب میاں اللہ زہد صاحب کی والدہ محترمہ کا گذشتہ دنوں انتقال ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ الیہ راجعون

مرحومہ کافی دنوں سے صاحب فراموش تھیں اور کینسر کی مریضہ تھیں۔ ان کی وفات پر جمعیت علماء اسلام کمرڈ پکا اور جمعیت تحصیل لودھراں کے رہنماؤں نے گھرے دکھ درد کا اظہار کیا۔ اور مرحومہ کی مغفرت اور بلند درجات کی دعا کی اور سپہانہ کمان باغضوض سالار صاحب سے انہار ہمدردی کیا اور دعا کی کہ خداوند کریم ان کو صبر جمیل کی توفیق بخشنے۔ آمین۔



حضرت مولانا عبید اللہ انور نے مولانا محمد ضیاء القاسمی کی معذرت قبول کر لی

قاسمی صاحب نے جماعتی ڈسپلن اور وقار کے سامنے جھک کر اپنی توبہ میں اضافہ کیا ہے

مولانا زاہد الراشدی

جمعیت علماء اسلام پنجاب کے سابق ناظم عمومی مولانا محمد ضیاء القاسمی جنہیں چند سال قبل پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کی بناء پر صوبائی امیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم سے خارج کیا تھا گزشتہ روز اپنے سابقہ روبرو پر معذرت کے لئے جمعیت کے سربراہ

مسک اہل سنت و الجماعت کی خدمت کی توفیق ہے۔

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نے قاسمی صاحب

کی معذرت خواہی پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے ایک بیان میں کہا ہے کہ

انور نے جماعتی ڈسپلن سے اور وقار کے سامنے جھک کر

اپنے غرت سے یقیناً اضافہ کیا ہے۔

آپ نے توقع ظاہر کی کہ مولانا محمد ضیاء القاسمی مسلکی اور دینی محاذ پر پہلے

سے زیادہ مؤثر اور مفید خطا انجام دے سکیں گے۔

حضرت مولانا محمد عبید اللہ درخواستی دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر انہوں نے فرمایا کہ چونکہ انہیں جمعیت سے صوبائی امیر نے خارج کیا تھا اس لئے وہ معذرت کے لئے انہی سے رجوع کریں۔

چنانچہ مولانا ضیاء القاسمی گزشتہ روز مشیرانہ لکھنؤ لاپور میں حضرت مولانا عبید اللہ انور امیر جمعیت علماء اسلام پنجاب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے سابقہ روبرو پر معذرت کرتے ہوئے دینی محاذ پر اکابر کی زیر سرپرستی جدوجہد جاری رکھنے کے عزم کا اظہار کیا۔ حضرت الامیر مدظلہ نے ان کی معذرت قبول فرمائی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ انہیں اکابر کے زیر

کے باوجود دوسری قوموں سے پیچھے ہیں۔ اس کا واحد اور بنیادی سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے ہادی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کا ہی نتیجہ تھا کہ کفار کے مقابلے میں مسلمان متقدمین کم ہونے لگے۔ باوجود ہر محاذ پر فاتح ثابت ہوا کرتے تھے۔

مولانا نے لوگوں کو یقین کی کہ وہ اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہوں کیونکہ فلاح اخروی کا لازماً سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا ہی مفہم ہے۔

دریں اثناء مولانا سید فضل الرحمن شاہ احرار نے مدرسہ جامعہ مدینہ حنفیہ چوک پنج گھر

میں مقامی جمعیت کے رہنما پر محمد صدیق لدھیانوی کی جانب سے ان کے اعزاز میں دی گئی دعوت

استقبالیہ میں بھی شرکت کی۔ اس موقع پر جمعیت علماء اسلام پنجاب کی مجلس شوریٰ کے

رکن مولانا محمد عمر لدھیانوی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی صدر مولانا محمد عبید اللہ لدھیانوی

مولانا محمد اکرم قاسمی اور جمعیت کے مقامی ناظم اعلیٰ احمد یعقوب چودھری بھی موجود تھے۔

اظہار تعزیت

گزشتہ دنوں جمعیت علماء اسلام چشتیان کے رہنما مولانا بشیر احمد شاد کے خسر حرکت قلب بند ہوجانے سے انتقال کر گئے۔ انشاء وانا الیہ راجعون۔ موصوف فقیر والی میونسپلٹی کے سیکریٹری تھے۔ جمعیت علماء اسلام ضلع بہاولنگر کے رہنماؤں

- ۱۔ جناب مولانا محمد رفیع صفت صاحب۔
- ۲۔ جناب مولانا محمد رفیع صاحب۔
- ۳۔ جناب حاجی محمد حسین صاحب۔
- ۴۔ جناب مولانا محمد رفیع صاحب۔
- ۵۔ جناب مولانا محمد رفیع صاحب۔
- ۶۔ جناب نیاز شاہ دھاب صاحب۔

مولانا سید اسعد مدنی کے اعزاز میں مولانا عبید اللہ انور کا ظہرانہ

جمعیت علماء اسلام پنجاب کے امیر مولانا عبید اللہ انور نے ۱۴ جولائی کو جمعیت علماء ہند کے صدر اور اسلامی ایشیائی کانفرنس کے مندوب حضرت مولانا سید محمد اسعد مدنی مدظلہ العالی کے اعزاز میں ظہرانہ دیا جس میں پچاس کے قریب علماء اکرام اور ممتاز مشہورین نے شرکت کی جن میں مولانا قاضی زاہد حسینی، مولانا زاہد الراشدی، میاں محمد مارت، جناب عبدالحمید بیٹ، مولانا سعید الرحمن علوی، میاں محمد صادق، حافظ شیخ بشیر احمد، حاجی محمد ابراہیم، ڈاکٹر منظور جاوید اور دیگر حضرات شامل ہیں۔ اس موقع پر ان رہنماؤں نے باہمی دہشتی کے متعدد امور پر تبادلہ خیالات کیا۔

توبہ ٹیک سنگھ:

صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ وارفع تعلیمات سے رہنمائی حاصل کریں۔ نوحی پاک ص ۳۳ ب سیو وال میں سیرت ابنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک جلد سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ گھر باعثِ صدامت و فساد ہے گراؤ دنیا بھر کے مسلمان کروڑوں کی تعداد میں ہونے

جمعیت علماء اسلام کے ممتاز رہنما اور شعلہ بیان مقرر مولانا سید فضل الرحمن شاہ احرار نے لوگوں پر زور دیا ہے کہ وہ زندگی کے ہر شعبہ میں بنی آموزاں حضرت محمد مصطفیٰ

۴۔ جناب محمد حسین صاحب

نے اپنے ایک پیغام میں مرحوم کے سپاہیوں سے انہماک و عزت اور گہری ہمدردی کا اظہار کیا۔

پاکستان قومی اتحاد سے

علیحدگی نظام مصطفیٰ صلعم

اور شہیدوں کے خون سے

فداری ہے۔

لاٹکانہ ۲۴ جولائی۔ امیر جمعیت علماء اسلام ضلع لاٹکانہ مولانا حبیب الرحمن اور سیکریٹری جنرل لاٹکانہ شہر جناب لالہ عبد الرحیم نے اپنے مشترکہ بیان میں نورانی میاں کی پاکستان قومی اتحاد سے علیحدگی پر مذمت کرتے ہوئے کہا کہ جمعیت علماء پاکستان و نئے محسن ممدوں کے محبوب کے درمقابل پرست میں احد اتحاد میں حمد نہ ملنے پر اتحاد سے جدا ہو گئے۔ ان کا اتحاد سے جدا ہونا اتحاد کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا بلکہ یہ ان کے لئے نقصان دہ اور سیاسی موت ثابت ہو گا کیونکہ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ سے پہلے اتحاد سے جدا ہونا تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تحریک کے دوران شہید ہونے والوں کے خون سے فداری ہے۔ انشاء اللہ پوری قوم ان مفاد پرست لیڈروں کو شکست دے گی۔

جمعیت علماء اسلام ضلع

رحیم یار خان کے وفد کا

ایک مہفتہ کا تبلیغی دورہ

گذشتہ روز مورخہ ۸ جولائی ۷۸ء کو مولانا قاری حماد اللہ شفیق کی قیادت میں سہ رکنی وفد جس میں ضلع کے سیکریٹری اطلاعات مولانا عبدالصبور خان ڈاہر، آفس سیکریٹری ضلعی جمعیت مولانا شبیر احمد عثمانی، ضلعی جمعیت کے مجلس شوریٰ

رکن حافظ غلام محمد پیرتل، تھانہ وفد مورخہ ۸ جولائی کو مرکزی دفتر میں پہنچا۔ مولانا غلام اکبر سلیمانی، ناظم مرکزی اطلاعات مولانا تاج الدین شادی سے ملنے ملکی مسائل اور عبوری حکومت کے بارے میں تبادلہ خیالات کیا۔

مولانا غلام اللہ خالص

سے ملاقات:

مورخہ ۹ جولائی ۷۸ء کو راولپنڈی میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خالص صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جمعیت علماء اسلام کی تبلیغی مائی کو شیخ القرآن صاحب نے سراہا اور حضرت مفتی صاحب اور حضرت درخواستی صاحب مدظلہ العالی کے صحت کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔

جانب سے:

مورخہ ۱۰ جولائی ۷۸ء کو چوک حدیقہ مری میں جلد عام پر ہر وقت جامع شریف مولانا غلام حیدر صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مولانا قاری حماد اللہ شفیق مولانا عبدالصبور خان ڈاہر، مولانا شبیر احمد عثمانی نے معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر خطاب کیا

استقبالیہ:

کوستان ہسٹل جنرل خیر جناب قاری جاوید احمد نے مولانا حماد اللہ شفیق وفد کو ایک سٹاؤنڈ استقبالیہ ہسٹل میں دیا۔ جس میں شہر کے معززین کے علاوہ ممتاز علماء کرام نے شرکت کی۔ مولانا قاری حماد اللہ اور مولانا عبدالصبور خان ڈاہر نے خطاب کیا اور کہا کہ جمعیت علماء اسلام ملک میں اسلامی نظام کے لئے کوشاں ہے۔ ملک میں امن و اسلامی نظام کے نفاذ کے ذریعہ قائم ہو سکتا ہے۔ کوہ مری میں مولانا اسحاق صاحب مولانا قاری سیف اللہ صاحب اور دوسرے ممتاز علماء کرام سے ملنے پر گفتگو ہوئی۔

لنگر کسی میں استقبالیہ:

لنگر کسی مقام پورن میں مزاری عرفادوں نے ایک سٹاؤنڈ استقبالیہ کا اہتمام کیا جس میں ملاقات کے مقصد سے شرکت کی۔ وفد کے امیر مولانا حماد اللہ شفیق نے جمعیت علماء اسلام کے مذہبی اور دینی تبلیغی پروگرام سے عوام کو روشناس کرایا۔

غیر رسمی اجلاس:

لاٹکانہ۔ گذشتہ دنوں جمعیت علماء اسلام تحصیل دار ضلع لاٹکانہ کا ایک غیر رسمی اجلاس زیر صدارت مولانا عبدالقادر صاحب نائب امیر جمعیت علماء اسلام ضلع لاٹکانہ منعقد ہوا۔ اجلاس میں بہت سے اراکین نے شرکت کی۔

اجلاس کی کارروائی تلاوت کلام الہی سے ہوئی۔ بعد ازاں جماعتی کام کو تیز کرنے کے لئے طرز کیا گیا اور سیاسی سرگرمیوں کے ختم ہونے پر پورے تحصیل میں منظم جدوجہد کرنے اور جماعتی بیت المال کو مضبوط کرنے کی تدابیر پر غور ہوا۔ بعد میں انتخاب ہوا۔

انتخاب:

امیر: مولانا غلام محمد صاحب
ناظم: جمال الدین صاحب پیچوہر
خزانچی: حاجی الی بخش صاحب سومرو
انتخاب کے بعد مولانا عبدالقادر صاحب نے صدارتی تقریر میں جماعتی پروگرام پر روشنی ڈالی۔ آخر میں چند قراردادیں منعقد طور پر منظور ہوئیں۔
۱۔ مولانا مفتی محمد صاحب کو ملکیت کی صحیح قیادت کرنے پر زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اور ان کی صحت یابی کی دعا کی گئی۔
۲۔ نورانی میاں کی غلط پالیسیوں کو ملک و ملت کے لئے نقصان دہ قرار دیتے ہوئے غم و فحش کا اظہار کیا گیا۔
۳۔ سیاسی سرگرمیوں کو جلد از جلد بحال کیا جائے۔
اجلاس دما پر ختم ہوا۔

مجھے یہاں کے نوجوانوں میں جذبہ اسلامی کیجھ کر مسترتی ہے

آپ اسلامی طرز زندگی کو عملی طور پر بھی اپنائیں

حضرت اسعد مدنی مدظلہ العالی

گزشتہ روز جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کی طرف سے دفتر جمعیتہ علماء اسلام صوبہ پنجاب شہر لاہور گیت میں حضرت اسعد مدنی مدظلہ العالی کے اعزاز میں ایک عظیم الشان دعوت استقبال کا اہتمام کیا گیا۔ استقبال میں علماء کی کثیر تعداد کے علاوہ معززین شہر اور ممتاز علماء نے بھی شرکت کی۔ صدارت شیخ المتغیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم نے فرمائی۔ شہر کے مسلمان گیلانی نے اپنے کلام سے عجیبی رنگ بھر دیا۔ مذہم اقبال اعران اور مایا اہل قادری نے جمعیتہ کا غرض و مقاصد سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ قائد علماء مایا محمد عارف نے معزز مہمان کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا اس معزز اور پروقار تقریب سے خطاب کرتے ہوئے حضرت اسعد مدنی مدظلہ نے فرمایا کہ مجھے یہاں کے نوجوانوں میں جذبہ اسلامی دیکھ کر انتہائی مسترت ہوئی ہے۔ آپ نے علماء کو نصیحت کی کہ اسلامی طرز زندگی کو اپنی عملی زندگی میں بھی اپنائیں۔ آپ نے موجودہ ہندوستان میں جمعیتہ علماء ہند کے کردار پر تفصیلاً روشنی ڈالی ہے کہ انہوں نے کس کس کا مقام ہے کہ آپ لوگ پاکستان میں رہتے ہوئے بھی دین سے دور جا رہے ہیں اور ہم ہندوستان میں رہتے ہوئے بھی دینی معاملات میں بہت آگے بڑھ رہے ہیں۔ حضرت کی پوری تقریر انتہائی

آئندہ شامے میں پیش کی جائے گی۔
نظام مصطفیٰ کانفرنس آہ کینٹ

لاہور جلالیہ جمعیتہ علماء اسلام واہ کینٹ کے زیر اہتمام عظیم الشان نظام مصطفیٰ کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ کانفرنس سے جمعیتہ کے سینئر نائب صدر جامیہ ابراہیم پراچہ صوبائی ناظم عمری جناب عبدالرؤف ربانی نے انوکھے کلام کے سابق صدر جناب حسن جامیہ صوبائی اسلام آباد کی مرکزی مسجد کے خلیفہ مولانا محمد عبداللہ اور مقامی علماء مولانا محمد اسحق اور حاجی محمد صابر صاحب نے خطاب کیا۔ پراچہ صاحب نے اعلان فرمایا کہ پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے جدوجہد جاری ہے گی۔ صوبائی صاحب نے ضروری اختلافات کے تحت اور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قوم سے اتحاد کی پوزیشن پر ایل کی بحسن جامیہ رہی ہے۔ انہوں نے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کانفرنس کا مقصد شہر کے نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید عینیت میں کرنا ہے۔

بزنس روڈ کراچی

جمعیتہ علماء اسلام صوبہ بزنس روڈ کراچی کے زیر اہتمام اسلامی معلومات پرائیویٹ لٹریچر منعقد ہوا جس میں کثیر تعداد میں علماء نے شرکت

کی۔ انعام سندھ میڈیکل کالج کے طالب علم محمد منصور نے حاصل کیا جبکہ دوسری اور تیسری پوزیشن بالترتیب محمد شاہد متعالم مدرسہ الاسلام سندھ اور محمد آفتاب متعالم کو قرار ملا۔ جنگ نے حاصل کی

انتخابی اجلاس

جمعیتہ علماء اسلام صوبہ بزنس روڈ کا انتخابی اجلاس کراچی ڈسٹرکٹ کے صدر الطاف حسین کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل انتخاب ہوا۔

- صدر : محمد زکریا (ایس ایم سائنس کالج)
- نائب صدر : محمد ایوب (ڈی۔ جے۔ سائنس کالج)
- جنرل سیکریٹری : محمد شکیل (ڈاؤن ویڈیو کالج)
- ناظم تقریر : محمد شاہد (سندھ مدرسہ الاسلام)

مسئلوں کا

جمعیتہ علماء اسلام بوجپان کے سیکریٹری جنرل غلام رسول میگل نے خرابی صحت کی بنا پر اپنی جگہ جناب محمد سلیمان ابڑو طالب علم گورنمنٹ ڈگری کالج ستونگ کو قائم مقام سیکریٹری جنرل بنادیا ہے۔ انہوں نے علماء کو جناب محمد سلیمان سے رابطہ قائم کرنے کی اپیل کی ہے۔ انکاپتہ یہ ہے محمد سلیمان ابڑو قائم مقام ناظم عمری جمعیتہ علماء اسلام بوجپان معرفت حاجی غلام حیدر زخیل، دکاندار ستونگ بازار

خانیورہ

خان پر جمعیتہ طلباء اسلام پنجاب کے ہمس
مفضل الرحمن در خواستی مقامی کنونیر خالد حسین
حافظ شہار اللہ طارق محمود خالد شہزاد اور
حافظ حضور بخش نے رحیم پور ناہ میں نئے پیدگل
کالج کے قیام کا پرچش خیر مقدم کیا ہے۔
انہوں نے تعلیمی سلسلہ کے جلد از جلد جاری کرنے
کی اپیل کی ہے۔

تریمی اجتماع

جمعیتہ طلباء اسلام بلوچستان کے زیر اہتمام
دوسرا دور روزہ تربیتی اجتماع تاریخ ۲۲-۲۳
جون ۸۸، موکو فورٹ سندھ میں منعقد ہوا۔
اس میں علماء و مشائخ اور طلباء نے کثیر تعداد میں
شرکت کی۔ اجتماع کی مختلف نشستوں سے
جمعیتہ طلباء اسلام بلوچستان کے صدر سکندر خاں مینگیل
صوبائی ناظم عمومی غلام رسول مینگیل صوبائی سرپرست
حضرت مولانا غلام سرور خاں صاحب صوبائی نائب
صدر دوم عبدالحق صاحب اور جمعیتہ علماء اسلام
کے صوبائی ناظم نشریات جناب حافظ حسین احمد نے
خطاب فرمایا۔

علماء و مشائخ اور طب علم رہنماؤں نے اپنی
تقریروں میں طلباء کو پروگرام کی اہمیت سے
آگاہ کیا اور مختلف لادینی طاقتوں کے بالقابل
ڈٹ جانے کی نصیحت کی چاہے اس سلسلہ میں کتنے
ہی مصائب برداشت کرنا پڑیں کیونکہ ہمارا
پروگرام انبیاء و صلحاء کا پروگرام ہے جن کی تمام
تاریخ قربانیوں کے خون سے لالہ رنگ ہے۔

انتخاب ضلع ثوب

جمعیتہ ضلع ثوب کا انتخابی اجلاس منعقد
ہوا۔ انتخاب یہ ہے۔

صدر : عبد الرحمن صاحب
نائب صدر : عبد الرحیم صاحب
ناظم عمومی : محمد خان
ناظم : نور محمد
سیکرٹری طلائع : سید شاہ

انتخاب فورٹ سندھ میں

جمعیتہ فورٹ سندھ میں کے انتخابی اجلاس
میں مندرجہ ذیل انتخاب کیا گیا۔

صدر : غلام نبی
نائب صدر اول : ارشد فیاض
دوم : باز محمد
ناظم عمومی : غلام سنگھ
دوم : دوست محمد
نائب : نور الدین
نائب : محمد عارف
نشریات : جمیل صاحب

کو ارسال کریں۔ انہوں نے شاخوں کو ہدایت کی
ہے کہ وہ اپنے مکمل پتے بمعہ ٹیلیفون نمبر
صوبائی ناظم عمومی کو ارسال کریں۔

ضروری اطلاع

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم
اعلیٰ جناب محمد کسم شیخ صاحب اپنی پیشیاں گزار
کر ۱۵ جولائی کو سندھ پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے
تمام شاخیں ان کے گھر کے پتے پر رابطہ قائم کریں۔
ناظم عمومی ہفتہ میں ایک دن صوبائی دفتر حیدرآباد
میں گزار کریں گے۔ تمام شاخیں اپنی کارکردگی
کی فرماہ کی رپورٹ جلد از جلد صوبائی ناظم عمومی

جمعیتہ طلباء اسلام کی کنونینک
باڈی کا اجلاس
۲۶-۲۷-۲۸ جولائی
کو مدرسہ نصرۃ العلوم میں صوبائی
کنونیر عبدالرؤف ربانی نے طلب
کیا ہے۔ کنونیر حضرات اس
میں شرکت کریں۔

اعلان

جمعیتہ طلباء اسلام

صوبہ بلوچستان
کے زیر اہتمام

تیسرا دور روزہ

تریمی اجتماع

بمقام : مستوبک ضلع قلات

تاریخ : ۳۰-۳۱ اگست بروز جمعہ۔ جمعۃ المبارک
ن اجتماع کو کامیاب بنائیں۔

ایڈیٹر کی
علالت اور
پریس کی
خبر رانی کی
وجہ سے
عزم نو

لیٹ ہو
گپ ہے
پرچہ تفریب
تاریخ
پیش جانے
کا۔

ایک رپہ کا سکہ بند کیجئے!

سابق بھٹو حکومت نے یا دیگر اسلامی سربراہ کانفرنس کے موقع پر ایک روپیہ کا سکہ جاری کیا تھا جس کے ایک طرف دو جگہ طیبہ لکھا ہوا ہے اور دوسری طرف ایک آیت بھی ہوئی ہے جس کا ترجمہ ہے "اللہ کی رسی کا بھٹو سے تھامے رکھو اور تفرقہ اختیار نہ کرو" اور ساتھ ساتھ اللہ کے برگزیدہ کے الفاظ بھی لکھے ہوئے ہیں۔ اس سکہ کے جاری کرنے کا مقصد سابق حکومت پاکستان کا اپنے آپ کو اسلام کا پیروکار ثابت کرنا تھا لیکن اگر حقیقت کو مد نظر رکھا جائے تو یہ اسلام اور کلمہ طیبہ کی سب سے زیادہ توہین ہے، کیونکہ یہ سکہ بچوں، بوڑھوں، عورتوں، دکانداروں سب کے پاس جاتا ہے تو بچے اس کی حفاظت کر سکتے ہیں اور بوڑھے اس کی حفاظت کر سکتے ہیں اور نہ دکاندار اس کو مناسبت جگہ پر رکھتے ہیں بلکہ بدتماش جوڑا بھی پھینکتے ہیں جس سے کلمہ طیبہ اور آیت کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے حالانکہ کلمہ طیبہ اور آیت کی بڑھ کرنا ہمارا اسلامی فریضہ ہے۔

اب ملک میں مارشل لا نافذ ہے اور اس عبوری حکومت نے اس ملک میں مکمل اسلامی نظام لانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس لئے چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر سے پرنسپل راجپال کی جاتی ہے کہ سابق سیاسی حکومت کے اس سیاہ کارنامے کو ختم کرنے کے احکامات صادر فرماویں

ساجد الدین شمس نوری، اکوٹ

غلط فہمی کا ازالہ:

مکرمی! میرے پاس سے چند دستوں نے غلط فہمی پیدا کر دی کہ میں نے جمعیت علماء اسلام سے استعفیٰ دے دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت حال یہ ہے کہ مجھے تحصیل خاں زلال کا ناظم اعلیٰ جادیا گیا تھا۔ دستور کے مطابق میں دو جگہ یعنی مقامی اور تحصیل کا ناظم اعلیٰ نہیں رہ سکتا تھا اس لئے بندھنے

مقامی شاخ کی نفاست سے استعفیٰ دیا ہے جمعیت سے استعفیٰ نہیں دیا ہے۔ انشاء اللہ العزیز جمعیت علماء اسلام کے ساتھ ہی میرا جینا اور مرنا ہوگا۔ حضرت استاذ ذمیف شیخ القرآن دامت برکاتہ مولانا عبداللہ درخو استاذ مدظلہ اور حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ کی قیادت پر پورا پورا اعتماد ہے اور تازہ زندگی رہے گا۔

محمد یوسف رحمانی

ناظم جمعیت علماء اسلام

بوربورہ روڈ، میان چنوں

عوام باغ کی حق تلفی کیوں؟

مکرمی!

آزاد کشمیر کی جنگ آزادی کی تاریخ شاہد ہے کہ آزادی کی جنگ کی ابتدا باغ سے ہوئی۔ باغ کے ایک مجاہد مولوی محمد بخش نے پہلی گولی چلا کر جہاد کا آغاز کیا اور سب سے پہلے شہید ہونے والا بھی باغ کا مومن جگ لڑی کا ایک مجاہد عبدالحمید خان تھا۔ اس جنگ کی باقاعدہ ابتداء سے پہلے ڈوگرہ مطلق العنانیت کو جس راہنما نے لگا رہا وہ امیر شریعت مولانا محمد یونس مرحوم باغ ہی سے متعلق رکھتے تھے۔ جنگ آزادی کے دوران فرسٹ بٹالین جس نے خاص پونچھ تک کھار کا صفایا کر کے اسلام کا پرچم بلند کیا باغ ہی میں تیار ہوئی۔ ۱۹۴۷ء کے بعد بھی بھارت سے جو جنگیں ہوئی ہیں باغ کے فوجیوں کی غالب اکثریت شہید ہوتی رہی ہے مگر

نیرنگی سیاست درواں توڑ کھینچے

مظلوم انیس جی جو شریک سوز نہ تھے

آزاد کشمیر میں باقاعدہ حکومت قائم

ہونے کے بعد سے اب تک عوام باغ کے حقوق

پامال ہوتے آئے ہیں۔ اس کی زندہ مثال باغ

کی انتہائی پس ماندگی ہے۔ مگر کس اس مرد خیز

خط کی نہ ہونے کے برابر ہیں۔ دور دراز علاقوں میں لوگوں کو ضروریات زندگی حاصل کرنے میں بے شمار مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اب جبکہ حفیظ رفیق حکومت پاکستان کی طرف سے آزاد کشمیر کی تعمیر و ترقی کے لئے دی جارہی ہے، اس موقع پر بھی باغ کو کیفر نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ تعمیر و ترقی، تعلیم، ملازمت، غرض ہر میدان میں باغ کو اپنا حق نہ ملنے کی وجہ سے پس ماندگی کا شکار ہونا پڑ رہا ہے۔ باغ کے نعرہ بازییڈ عوام کے مفاد و مصالح سے نظر پھیر کر حصول کرسی و بٹیا کا کسی کے چکر میں پھنسنے ہوئے ہیں۔ موضع میرہ، جگ لڑی اور تھب کا بطور خاص ذکر کرنا ضروری ہے۔ یہاں کے عوام ایک عرصے سے پیٹ رہے ہیں کہ ان کے مٹل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دیا جائے مگر نقار خانے میں طوطی کی آواز کون سناتا ہے اسی طرح پنیال، جگ لڑی والی مڑکوں کو براستہ موٹ زعمک سے ملانے کے لئے ایک عرصے سے مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ موٹ میں کالچ اور ڈسپر کی بھی انتہائی ضرورت ہے۔

سال رواں میں کروڑوں روپے کی جو سیکس سائے آئی ہیں ان میں باغ کے لئے کوئی سکیم نہیں دی گئی۔ ایک طرف تو ۲۵ میل تک لوگ ضروریات زندگی اپنے کندھوں پر اٹھا کر لے جاتے ہیں پھر دوسری طرف کروڑوں روپے کے مصارف سے تفریح کا بہ تعمیر ہو رہی ہیں۔

ہم آزاد کشمیر کے منظم اعلیٰ بریگیڈیئر رفیق صاحب سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ باغ کے عوام کو کبھی باقی علاقوں کی طرح پس ماندگی سے بچانے کے لئے عملی اقدامات کریں گے۔

مولانا امیر ازلان

ناظم اعلیٰ جمعیت علماء آزاد جموں و

کشمیر

کشمیر ہزارہ سے

کوئی:

آپ کے مؤثر جریہ کے واسطے سے
کشمیر ہزارہ کی توجہ خاص پور ابوسہ کی جانب
مبذول کرانے ہیں۔ یہاں کے عوام گذشتہ سترہا
سال سے بے حسی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔
پرانے منصوبوں میں پانی خالص پور ترنٹھیاں ڈر
دواہم منصوبوں پر عملدرآمد ہوا تھا جو سابق
حکومت کے دوران پایہ تکمیل نہ ہو سکے۔ اس
روڈ کے نکلنے سے نہ صرف خالص پور کے عوام
سفری سہولتوں سے مستفید ہو سکتے ہیں بلکہ قریبی
بستیوں رملوٹ، نگر، ربالہ اور دوسری مقامات
بستیوں کو ذرائع آمد و رفت میں آسانی ہوگی۔
اہل خالص پور نے اس اسکیم کو عملی جامہ پہنانے
کے لئے ایک جامع پروگرام ترتیب دیا کہ اپنی
مدد آپ کے تحت اس روڈ کو مکمل کیا جائے۔
اس پروگرام کے بعد یہ جو روڈ تقریباً ایک
میل تک نکل چکی ہے اب ذرائع کی کمی محسوس کی
جارہی ہے۔

اس نے کشمیر ہزارہ سے درخواست
ہے کہ اس روڈ کو مکمل کرانے میں دیہی ترقیاتی
فندسے رقم کی منظوری دیں تاکہ یہ منصوبہ پایہ
تکمیل تک پہنچ سکے۔

راجہ محمد امان جنرل سیکریٹری

جے۔ یو۔ آئی۔ خالص پور۔ ایروہ۔

گلر آبادی کے مسائل و

کوئی:

ہم آپ کے جریہ کی وساطت سے حکام
بالا کو اپنی مشکلات سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔
گوجرانولہ کے مغرب کی جانب حافظ آباد
روڈ اور ذمہ روڈ کے درمیان گلر آبادی کے
پچاس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اس آبادی کی
ابتداء ۱۹۵۱ء میں ہوئی تھی۔ عرصہ ۲۴ سال
گذرنے کے بعد بھی میں سرے سے کوئی بھی تہری
سہولت میسر نہیں ہے۔ یہاں پر رہنے والے تمام
مزدور طبقہ لوگ ہیں۔ ہم نے کئی مرتبہ ضلعی انتظامیہ

سے رابطہ قائم کیا لیکن ہر بار مایوسی کا سامنا
کرنا پڑا۔

ہماری مشکلات مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ گلیں تاحال ناچختہ ہیں اور جابجا پانی
کے جوڑ بنے ہوئے ہیں۔

۲۔ بارش کے موسم میں گلیوں میں دو-دو
فٹ پانی جمع ہو کر آمد و رفت کو معطل کر
دیتا ہے۔ اور بچوں اور دیگر موذی
پکڑوں کو روکن کی بنیاد ہو جاتی ہے کئی
مہلوں میں چار یا پانچ سال تک کی عمر کے
بچے ان پانی کے گڑھوں میں ڈوب کر
ہلاک بھی ہوئے ہیں۔

۳۔ گندے پانی کی نکاسی کا کوئی انتظام
نہیں ہے۔

۴۔ سٹریٹ لائٹ۔ واٹر سپلائی۔ سول گیس
سول ڈسپنری۔ بینک کی شاخ۔ سب
پوسٹ آفس۔ طلباء اور طلبات کے
لئے کم از کم مل اسکول۔ کیونکہ برآبادی
شہر سے تقریباً ۵۰ کلومیٹر کے فاصلے
پر ہے۔ اس لئے عزیب والدین کے لئے
اپنے بچوں کو تعلیم کی غرض سے شہر بھیجنا
مزید مسائل پیدا کرنا ہے۔

۵۔ پٹے گرانڈ اور قبرستان کے لئے جگہ
کا مسئلہ بھی توجہ طلب ہے۔

۶۔ تین شاہراہ عام حافظ آباد روڈ کو ذمہ
سے ملاتے ہیں۔ ان میوز کو پختہ کیا جائے۔

جمیٹر علیہ السلام

حلقہ گلر آبادی۔ تعلیم مغلیہ پاکستان جڑوڑ
گلر آبادی، طارق آباد حافظ آباد روڈ
گوجرانولہ

سکول منتقل کیا جائے۔

کوئی:

موجودہ ڈی۔ آئی۔ ایس کوٹ محمد علی خان
نے ہمارے کیرتیا نڈہ ع۔ سے ایک پرائمری
سکول دوسری جگہ بلا وجہ منتقل کیا ہے۔

حالانکہ ہمارے کیرتیا نڈہ ع۔ کو ۶۰
سے ایک پرائمری سکول حکومت نے منظور کیا

تھا اور بعد میں ہم اہل کیرتیا نڈہ ع۔
بجلم سابق ڈی۔ آئی۔ ایس شکت محمد صاحب
روکینال دو مرادین بنام صوبائی حکومت
برائے پرائمری سکول کیرتیا نڈہ ع۔ تصدیق
کرائے اور دو نئے کمرے اپنے خرچ پر تعمیر
کئے۔

صوبائی محکمہ تعلیم صوبہ سرحد سے اپیل
کرتا ہوں کہ ہم اہل کیرتیا نڈہ ع۔ کو پرائمری
سکول کی سابق Original بلاگ منتقل
کرنے کا حکم صادر فرمادیں اور موجودہ ڈی۔
آئی۔ ایس کوٹ محمد علی خان کو ڈسٹرکٹ
کوٹھ سے تبدیل کیا جائے کیونکہ موجودہ
ڈی۔ آئی۔ ایس کوٹ محمد علی خان ایسے
ناجائز کام کرتے ہیں۔ اور اساتذہ کی تبدیل
پر رستہ تھکے مخالفت کے نام سے لیتے ہیں۔
امید ہے کہ محکمہ تعلیم صوبہ سرحد ہمارے
درخواست پر ہمدردانہ عمل فرمائیں گے۔

محمد خان دلد متوب خان

سکھ کیرتیا نڈہ ع۔ ڈاک خانہ مشورہ گڈی
تفصیل کرک، ضلع کوٹ

نظام زکوٰۃ:

کوئی:

چیف مارشل لاڈ ایڈمنسٹریٹر کی عالیہ ۲۵ جون
کا تقریر انتہائی مایوس کن ہے جنرل ضیا الرحمن
کو خداوند پاک نے جو منصب عظیم تفویض
فرمایا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ وہ فی الفور
حکومتی سطح پر ملک میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم نافذ کر دیں، کیونکہ قرآن پاک میں واضح
طور پر موجود ہے کہ جب ہم اپنے بندوں کے
میں کامیابی دیتے ہیں تو وہ ملک میں ہمارا دین نافذ
کرتے ہیں۔ نماز کا حکم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے
ہیں۔

اس ملک ربانی کی روشنی میں اسلامی نظام
نافذ کر کے اقامت مولودہ اور اس کے بعد زکوٰۃ
کا حکم نافذ فرمائیں۔

ضیاء اسلام قریشی

مولا خان رولہ، بکرا پٹری لیاری کوٹھ کرچی ع۔

مدرسہ جامعہ عثمانیہ شورکوٹ شہر ضلع جھنگ

قیام مدرسہ ۱۹۶۹ء

زیر سرپرستی، حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدرسہ عرصہ نو سال سے علاقہ میں دینی - تدریسی - اصلاحی - تبلیغی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ مدرسہ میں حفظ و ناظر سے متوف علیہ تک کا بہترین انتظام ہے۔ مدرسہ میں مقامی و غیر مقامی ایک صد طلباء زیر تعلیم ہیں۔ مسافر طلباء کے رہائش و خوراک و دیگر ضروریات کا مدرسہ کفیل ہے۔ مدرسہ میں سات محنتی قابل اساتذہ شب و روز طلباء کی تربیت میں سرگرم عمل رہتے ہیں۔

مدرسہ سے ملحق جامع مسجد زیر تعمیر ہے۔ اب تک تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ تعمیر پر خرچ ہو چکا ہے۔ مزید تین لاکھ کا تخمینہ ہے۔ غیر حضرات سیمنٹ، اینٹ، دیگر تعمیراتی سامان سے مسجد کی تعمیر کو جلد پایہ تکمیل تک پہنچانے میں تعاون فرمائیں۔

عظیم الشان جامع مسجد

اکابرین کرام کے آراء

”مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمد مدظلہ صدر پاکستان قومی اتحاد جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام پاکستان نے اپنے مدرسہ کے دوسرے کے دوران اپنے تاثرات یوں قلمبند کرائے: ”میں، نومبر ۱۹۸۲ بروز جمعرات جامعہ عثمانیہ شورکوٹ حاضر ہوا۔ مولانا بشیر احمد کی دعوت پر مختصر خطاب کیا۔ ماشاء اللہ مدرسہ کی عمارت اور عمل و قورع نے بہت متاثر کیا۔ پانچ سال کے قلیل عرصہ میں یہ شاندار ترقی جامعہ عثمانیہ کے روشن مستقبل کی خبر دیتی ہے۔ یہ مدرسہ دینی علوم کی حفاظت کے مضبوط قلعے ہیں۔ آج کے اس تاریک دور میں یہ درس گاہیں روشنی کا مینار ہیں۔ آج دین ان مدارس کی بدولت پاکستان میں زندہ و تابندہ ہے۔ ان مدارس کی دئے دیئے قلعے خدمت کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ ہے۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ اس مدرسہ اور دیگر دینی مدارس کو دن و گنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور کارکنان مدرسہ کو مزید خلوص اور بصیرت عطا فرمائے۔ وھاذا الک علی اللہ العزیز“

حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی نقشبندی قادری شجاع آباد نے اپنے دورہ کے دوران فرمایا: ”بندہ اس مدرسہ و مسجد کی تعمیر کے ابتدائی حالات میں حاضر ہوا۔ تمام حالات و کارکردگی نہایت دلنہا و جہد و کھد کر دست بردار ہوں کہ اللہ تعالیٰ انکی کوشش و سعی کو درجہ کمال و معارج عالیہ و انتہائی تکمیل تک دائماً ابداً پہنچا کر شکر و ثناء لے اور اخلاص و مطاہرنا کر ہمیشہ کے لئے اپنے دربار میں مقبولیت نصیب فرمائے۔ اللہ و آمین“

مدرسہ کا داخلہ جدید:-

اپیل:-

الداعی الخیر۔ (مولانا) بشیر احمد مہتمم دہانی مدرسہ جامعہ عثمانیہ شورکوٹ شہر ضلع جھنگ